بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 16, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four of the clock in the eveing, with Mr. Presiding Officer (Dr. Bisharat Ellahi) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ ٱللَّهَ ٱشْتَرَىٰ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُم
بِأَنَّ لَهُمُ ٱلْجَنَّةَ ۚ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَيَقْتُلُونَ
وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ
وَٱلْقُرْءَانِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِۦ مِنَ ٱللَّهِ ۚ فَٱسْتَبْشِرُوا۟
بِبَيْعِكُمُ ٱلَّذِى بَايَعْتُم بِهِۦ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١١١﴾

ترجمہ: خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں (اور اس کے) عرض میں ان کے لئے بہشت (تیار کی) ہے یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے۔ اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 16, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four of the clock in the eveing, with Mr. Presiding Officer (Dr. Bisharat Ellahi) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ ٱللَّهَ ٱشْتَرَىٰ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُم
بِأَنَّ لَهُمُ ٱلْجَنَّةَ ۚ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَيَقْتُلُونَ
وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ
وَٱلْقُرْءَانِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِۦ مِنَ ٱللَّهِ ۚ فَٱسْتَبْشِرُوا۟
بِبَيْعِكُمُ ٱلَّذِى بَايَعْتُم بِهِۦ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١١١﴾

ترجمہ: خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں (اور اس کے) عرض میں ان کے لئے بہشت (تیار کی) ہے یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے۔ اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

Mr. Presiding Officer (Dr. Bisharat Ellahi): We now come to the Leave Applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب اعجاز علی خان جتوئی نے اپنے اغوا شدہ بھائی کی بازیابی تک کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب یحییٰ بختیار صاحب نے ذاتی وجوہات کی بناء پر آج مورخہ ۱۶ فروری کو ایوان میں شرکت نہیں کر سکیں گے اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد حمید الدین نے علالت کی بناء پر مورخہ ۱۲ سے ۲۳ فروری تک کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سردار محمد یوسف خان ساسولی نے بیماری کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر عبدالغفار خان جتوئی نے ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مورخہ ۱۸، ۲۰اور ۲۳ فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

PRIVILEGE MOTIONS

Mr. Presiding Officer: The next item on the Agenda is Privilege Motions.

One is in the name of Syed Iqbal Haider, is he here ? If he is here then call him otherwise it will stand dropped.

PRIVILEGE MOTION *RE:* THE ALLEGED PRESS STATEMENT OF THE MINISTERS REGARDING THE CONFORMATION OF THE EMPLOYEES OF PAK. STEEL MILLS

Syed Iqbal Haider: Thank you, Sir.

"I beg to raise a question of breach of parliamentary privilege arising out of the statement of the honourable Minister of Production Mr. Islam Nabi, as published in daily Jang, Karachi, of 25th December, 1991 in which the honourable Minister has made a false statement that the Standing Committee of the Senate has recommended to confirm the temporary employees of Pakistan Steel. It is a matter of fact that no such recommendation was made by the Standing Committee of the Senate either during the course of its meeting held in Karachi in December, 1991 or thereafter.

The aforesaid statement clearly violates the parliamentary privilege of the House. This motion, therefore, deserved to be admitted and discussed in the House."

Mr. Presiding Officer: Yes, please, Minister Sahib, what is your reaction to this ?

<u>جناب اسلام نبی</u>: جناب والا! میں فاضل ممبر کی تحریک استحقاق کی مخالفت کرتا ہوں فاضل ممبر نے یہ الزام لگایا ہے کہ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو جنگ کراچی میں میرے حوالے سے جو خبر چھپی ہے اس میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ سینٹ سیکرٹریٹ سے

مجلس قائمہ کی روداد جاری ہو چکی ہے جس کا متن یہ ہے۔" چیئرمین پاکستان سٹیل نے مشورہ دیا کہ وہ لوگ جو عرصہ ۸ سے ۹ سال سے ملازمت کر رہے ہیں انہیں مستقل کر دیا جائے اور باقی لوگوں کو ٹھیکے پر ملازمت کرنے دی جائے۔ سینیٹر اقبال حیدر صاحب نے مشورہ دیا کہ لوگوں کو مستقل ریفرنڈم کے بعد کیا جائے مجلس قائمہ نے تجویز پیش کی کہ صرف دو طرح کے ملازمین ہونے چاہئیں یعنی مستقل اور ٹھیکے پر اور صرف ایسے retainers کو مستقل کیا جائے جن کی ملازمت ۹ سے دس سال ہو جو متعلقہ تعلیمی صلاحیت رکھتے ہوں"

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :اگر آپ ذرا رک جائیں تو اقبال حیدر صاحب might like to add something to what he said.

Mr. Islam Nabi: Right, Sir.

سید اقبال حیدر: مجھے خوشی ہے محترم وزیر صاحب کہ ہماری سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے سٹیل مل کی کارکردگی کے بارے میں ایک اجلاس کراچی میں منعقد کیا تھا ۱۷ اور ۱۸ دسمبر کو اس اجلاس میں سٹیل مل میں موجود انتہائی سنگین بد عنوانیوں اور سنگین صورتحال کا جائزہ تفصیل سے لیا گیا اور اس معزز ایوان کی intervention میں بہت خلوص سے چاہتا ہوں کیوں کہ سٹیل مل پاکستان کا سب سے بڑا صنعتی ادارہ ہے اور industrialization کے لئے ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس میں جو صورتحال ہے اس کو کسی قیمت پر ہمارا ملک برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا اس کی بربادی یا اس کا نقصان یا اس میں پھیلی ہوئی لاقانونیت! جناب اس مسئلہ کا سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے فروری ۱۹۹۱ء میں بھی جائزہ لیا تھا۔ فروری میں جناب یہ ہمارے سینٹ کی قائمہ کمیٹی کی سفارش تھی کہ سٹیل مل میں بقول سٹیل مل کی انتظامیہ کے ۹ ہزار سے زیادہ ملازمین فاضل ہیں میں یہاں پر اس رپورٹ کا حوالہ ضرور دینا چاہوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :اقبال حیدر صاحب آپ ذرا یہ بتائیں کہ how your privilege has been breached by this ? باقی تفصیل میں اگر گنجائش ہوئی تو بعد میں جائیں گے۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین، میں اس پر بھی آوں گا چونکہ یہ معاملہ بہت سنگین ہے جہاں تک privilege کا تعلق ہے رپورٹ اول تو اس وقت تک جاری ہی نہیں ہوئی تھی جہاں تک سینٹ کی قائمہ کمیٹی نے جو ۱۷ اور ۱۸ دسمبر کو سٹیل مل کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے اپنے اجلاس کراچی میں منعقد کئے تھے اس کی رپورٹ ۲۵ دسمبر یا ۲۵ دسمبر کے فوراً بعد بھی جاری نہیں ہوئی تھی اور یہ کہنا کہ سینٹ کی قائمہ کمیٹی نے سفارش کردی ہے بنیادی طور پر غلط ہے کیوں کہ وزیر موصوف اس رپورٹ کی تاریخ بھی مجھے بتادیں جو اس رپورٹ پر دی گئی ہے دوسری بات یہ ہے کہ سینٹ کے کسی بھی رکن نے بلکہ زیادہ تر اراکین نے بشمول میرے اور ڈاکٹر غفار جتوئی کے اور دیگر اراکین کے جو اس وقت اجلاس میں تھے انہوں نے سختی سے اس کی مذمت کی تھی کہ سٹیل مل کو employment exchange بنادیا گیا ہے سٹیل مل کو بیروزگاروں کے لئے ایک ادارہ بنایا گیا ہے جس کو کہیں نوکری نہیں ملتی اس کو سٹیل مل میں رکھ لو خواہ اسامی ہو یا نہ ہو ریکارڈ شاہد ہے۔

میں اس لئے اس رپورٹ کو refer کرنا چاہتا ہوں کہ سٹیل مل کے اندر مستقل ملازمین کی تعداد ۲۳۷۵۵ تھی اور یہ سٹیل مل کی اپنی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ اس میں سے جنوری ۱۹۹۱ء میں جو مستقل ہیں ان کی تعداد ۲۳۷۵۵ ہے اور اس میں surplus ۸۷۵۵ مستقل ایمپلائز میں سے ہیں اب ۲۳۷۵۵ میں سے ۸۷۵۵ سر surplus ہیں surplus اور ہماری سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے فروری میں recommend کیا تھا کہ مستقل کی تعداد کو کم کیا جائے اس پر ستم ظریفی اور ظلم یہ ہوا کہ اس کے ساتھ مزید چار ہزار workers کو retainers رکھا گیا۔ جناب چیئرمین صاحب آپ کو معلوم ہے اس ملک میں ملازمتوں پر پابندی لگی ہوئی ہے اور ملازمتوں پر پابندی کے باوجود retainter کی شق کو

استعمال کیا گیا کہ یہ تو retainer ہیں retainer ہوں یا daily wage earner ہوں ہم کسی کی ملازمتوں کے خلاف نہیں ہیں عوام کو ملازمتیں ملنی چاہئیں لیکن وہاں پر آسامی موجود ہو یہ ہم نے recommend کیا ہے بھئی گنجائش ہے تو ضرور رکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ملازم ہے اس کی قابلیت ہو اس کی secrutiny ہو آیا وہ اس ملازمت کا اہل بھی ہے یا نہیں۔ ہم نے یہ تمام باتیں اور سفارشات اپنی recommendations میں کی ہیں جبکہ ہمارے پاس انتظامیہ کی دستاویزات موجود ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ۸۷۵۵ ویسے ہی فاضل ہیں تو پھر چار ہزار retainers کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا ہے کہ ہماری recommendation قطعاً نہیں ہے پوری رپورٹ پڑھ لیں اس کا معائنہ فرمائیں ہماری رپورٹ میں unconditional نہیں کہا گیا ہماری رپورٹ میں صاف طور پر کہا گیا ہے یہ چار چار categories of workers نہیں ہونے چاہئیں۔ ایک مستقل بنیاد ایک ٹھیکیدار کے ذریعے سے تیسرا daily wage earner چوتھی شق انہوں نے retainer کی نکالی۔ تو صاحب یہ چار چار categories ملک کے مفاد میں نہیں ہیں کیونکہ سٹیل ملک کو تو ویسے ہی بڑے سنگین مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ہمیں معلوم ہے اس کی کیا اہمیت ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی سی بی اے کا ریفرنڈم آ رہا ہے وہ چاہتے ہیں کہ پابندیوں کے باوجود یہ retainers وہاں کام بھی نہیں کر رہے جناب چیئرمین یہ بھی میں وثوق اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ retainers actually وہاں کسی قسم کا کوئی فرض انجام نہیں دے رہے یہ عزیز آباد میں بیٹھے صرف تنخواہیں وصول کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اقبال حیدر صاحب، ذرا بات سن لیں اس میں یہ ہے کہ your main contention is that the statement of the Minister was contrary to what the Standing Committee has said.

Syed Iqbal Haider: Absolutely.

Mr. Presiding Officer: This is your main point.

باقی چیزیں جو ہیں I don't think, we can go in to that at this stage. اگر آپ نے اپنی بات ختم کر لی ہے۔

We will now revert back to the Minister, it is for him to say what he wants to say.

سید اقبال حیدر: بالکل صحیح۔ میں صرف یہ کہوں گا۔ پوری رپورٹ پڑھ کر سنائیں۔ ایک حصہ نہ پڑھیں کیونکہ ایک حصے میں پوری بات نہیں کہی ہوئی ہے۔ پوری رپورٹ پڑھیں تو میری شکایت میں کتنا وزن ہے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ دوسری بات سٹیل مل کے معاملات کے بارے میں ہے میں نے بہت سارے resolutions اور motions اس ایوان میں داخل کئے ہیں۔ اس میں سنگین صورت حال کا آپ اس سے اندازہ لگا لیں۔ خدا کا شکر ہے کہ نئے چیئر مین آئے انہوں نے سٹیل مل کے معاملات سے سختی سے نمٹنے کی کوشش کی سٹیل مل کے مفادات کے لئے جنرل قمر الزمان صاحب نے اقدامات اٹھائے تو جناب واویلا مچ گیا۔ میری آپ سے درخواست یہ ہے۔

Mr. Presiding Officer: I am with you on this but let us con-fine ourself to your privilege motion.

سید اقبال حیدر: اس کو بھی ہو سکے تو آج لے لیا جائے۔ سٹیل مل کے معاملات اتنے سنگین ہیں کہ وزیر اعظم نے ایک کمیٹی بنائی ہے ایک special briefing ہو گی۔ سٹیل مل میں وہ ہنگامہ آرائی ہے۔

Mr. Presiding Officer: No, no. This all may be very rele-vant as far as the Steel Mill is concerned but at the present moment we are concerned with your privilege motion.

Syed Iqbal Haider: Quite right, sir.

Mr. Presiding Officer: And I would request you to please bear with me and now as you have already said what you wanted to say, I will request the honourable Minister to present his point of view.

سید اقبال حیدر: میری صرف یہ درخواست ہے سٹیل مل کے معاملات پر میری باقی جو قرارداد ہے برائے مہربانی اس کو اولین وقت میں لیا جائے کیونکہ سٹیل مل میں اب سٹیل بننے کی بجائے پتنگیں بن رہی ہیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں پتنگیں بن رہی ہیں۔

Mr. Presiding Officer: I have heard what you wanted to say. I will request the Chairman of the Senate to please have a look at your resolutions.

اوراس پر کچھ نہ کچھ ایکشن ہو گا۔جی پروفیسر صاحب آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: Thank you.

پروفیسر خورشید احمد: میرا خیال تھا کہ یہ ایک بڑااہم مسئلہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں صرف اس کے قانونی پہلو کو آپ کے سامنے رکھوں تا کہ اس کے بعد وزیر صاحب دوسری باتیں کریں۔ جناب چیئرمین۔ میں contents of the case میں نہیں جارہا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ سینٹ کی کمیٹی جو ہے اس کا function یہ ہے کہ سینٹ کے دیئے ہوئے کسی معاملے کو یا اپنی ایماء پر یا اس کے دائرہ کار میں جو چیزیں آرہی ہیں وقتاً فوقتاً وہ نگاہ ڈالے حکومت کا احتساب کرے اپنی رپورٹ تیار کرے اور اگر ضرورت سمجھے تو حکومت کو دے ورنہ سینٹ میں آنی چاہئیے یعنی ضابطہ جو ہے وہ یہ نہیں ہے کہ جس کا دل چاہے وہ سینٹ کی رپورٹ کا نام لے کر کمیٹی کا نام لے کر کوئی بیان دے دے۔ میری نگاہ میں فی الحقیقت یہ چیز privilege کے خلاف ہے اور میں چاہوں گا کہ آپ Rules of Business کو ملاحظہ فرما لیں۔ اور Rules of Business میں میں سب سے پہلے آپ کی توجہ ۱۶۹ کی طرف دلاونگا وہ یہ کہتا ہے۔

169. (1)

"A Committee may direct that the whole or any part of its proceedings of a summary thereof may be laid on the Table.

(2) The report of a Committee which has not been presented to the Senate or the proceedings of a Committee or any part of summary thereof which has not been laid on the Table shall be treated as confidential and shall not be open to inspection except with the permission of the Committee or the Chairman."

اور آگے بڑھیئے

(3) "The Chairman may direct that any part of the proceedings may be communicated to the members confidentially before it is laid on the Table.

(4) A Committee may, with the permission of the Chairman, make available to the Government its report or a part thereof before presentation to the Senate and such report or part shall be treated as confidential by Government until presented to the Senate."

میں چاہوں گا کہ آپ ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمالیں.Presentation of the reports یعنی اس بات کی اجازت ضرور ہے کمیٹی کی اجازت سے یا کمیٹی کے چیئرمین کی اجازت سے صرف یہ چیز اخبار میں آجائے کہ کمیٹی نے فلاں فلاں چیز کوexamine کیا۔ لیکن کمیٹی نے جو فیصلے کیئے ہیں وہ فیصلے یا گورنمنٹ کوcommunicate ہوں گے یا اس ہاؤس میں آئین گے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس ہاؤس میں کوئی رپورٹ نہیں آئی مجھے پتہ نہیں کہ گورنمنٹ کو بھی دی گئی ہے یا نہیں۔ لیکن اس کا سہارا لے کر کوئی وزیر یا کوئی بھی ممبر پبلک میں ایک موقف لیتا ہے اور کمیٹی کے behalf پر کہتا ہے کہ اس نے یہ موقف لیا ہے تو فی الحقیقت یہ کمیٹی کا اور اس ہاؤس کے privilege کا violation ہے۔ اس بناء پر میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے قانونی پہلو کو سامنے رکھیں اور وزیر صاحب بھی اس معاملے میں قانونی positionبتائیں میں صرف rules quoteکر رہا ہوں لیکن parliamentary practice کی کوئی بھی کتاب اٹھا لیں ہر ایک میں آپ کو مکمل بحث ملے گی کہ یہ کمیٹی کی جو proceedings ہیں یا کمیٹی کی جو deliberations ہیں ان کی بنیاد پر باہر بیان نہیں دیا جا سکتا انہیں quote نہیں کیا جا سکتا صرف officially summary report کی پریس رپورٹ release ہو گی ۔ وہ authorise ہو تی ہے by the Chairman اور اس کے بعد.Report has either to come to this House or to the Government اور فی الحقیقت یہ ایک violation of privilege ہوا ہے اور آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہیئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ۔ بہت بہت، پروفیسر صاحب۔ جی اسلام نبی صاحب۔

جناب اسلام نبی: میں پھر سے اسے دوبارہ شروع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ بیچ میں مجھے interrupt کر دیا گیا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ایک دو چیزیں اپنے ذہن میں رکھیں ایک تو پروفیسر صاحب نے جو rule quote کیا ہے اور دوسرا اقبال حیدر صاحب نے یہ کہا تھا کہ رپورٹ formulate بھی نہیں ہوئی تھی before your statement came to the press. تیسری بات یہ ہے are you prepared to stand by the statement which appeared in the press.

جناب اسلام نبی: پہلی چیز تو یہ ہے کہ پریس میں جو statement آیا ہے وہ میری طرف سے کوئی press release نہیں ہے اخباروں میں بہت سی چیزیں چھپتی رہتی ہیں اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں لیکن چونکہ انہوں نے میرے reference سے ایک بات کہی ہے اس کا جواب میں یہاں دے رہا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: It mean you don't own the statement.

Mr. Islam Nabi: No. It was not issued by me.
اخباروں میں ہر قسم کی خبریں چھپتی ہیں اور اس controversy میں ہم لوگ involve نہیں ہوتے ہیں لیکن انہوں نے کہا ہے کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس کا میں جواب دے رہا ہوں کیونکہ ان کا خود statement ہے۔ ان retainers کو confirm کرنا چاہیئے وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں اور یہ میں دوبارہ پھر سے پڑھوں گا۔

جناب اسلام نبی: میں فاضل ممبر کی تحریک استحقاق کی مخالفت کرتا ہوں......

جناب منظور احمد گچکی: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے پہلے اس statement کو contradict کیا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ بیان نہیں دیا، ان کو پہلے اس کو contradict کرنا چاہیئے تھا۔

جناب اسلام نبی: دیکھیئے، اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ان کو اعتراض تھا تو جس دن یہ بیان نکلا تھا، اس کے بعد انہوں نے کیوں نہیں دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا،

(مداخلت)

جناب منظور احمد گچکی: جناب کمال ہے ہم کیسے contradict کریں۔

(مداخلت)

جناب اسلام نبی: اب یہ بعد میں کر رہے ہیں تو اس وقت بھی کر سکتے تھے۔ اخباروں میں بیان آتے رہتے ہیں، اخبار والے چھاپتے ہیں، اگر میری طرف سے کوئی پریس ریلیز ہو گا تو اس کے بارے میں میں کہوں گا کہ میرا بیان ہے، اگر کسی کے نام پر کوئی چیز منسوب کی جاتی ہے تو اس آدمی کی ذمہ داری نہیں ہوتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ تو پھر ذمہ داری ان کی بھی نہیں تھی کہ وہ اس کو contradict کرتے۔

جناب اسلام نبی: اب یہ مسئلہ چونکہ یہاں لائے ہیں اس لئے میں جواب دے رہا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔

ایک معزز رکن: جناب والا، point of order

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے آپ انہیں موقع دیں۔

جناب اسلام نبی: میں اس کو اس حد تک confine کرنا چاہتا ہوں کہ جو بات تحریک استحقاق میں ہے کہ کیا یہ تحریک استحقاق بنتی بھی ہے یا نہیں۔

(مداخلت)

جناب اسلام نبی: جناب، کیا میں بول سکتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی،

<u>جناب اسلام نبی:</u> فاضل ممبر نے الزام لگایا ہے کہ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کے جنگ کراچی میں میرے حوالے سے جو خبر چھپی ہے، اس میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے، سینٹ سیکرٹریٹ سے مجلس قائمہ کی روئیداد جاری ہو چکی ہے۔ جس کا متنیہ ہے کہ چیئرمین پاکستان سٹیل نے مشورہ دیا کہ وہ لوگ جو عرصہ آٹھ سے نو سال سے ملازمت کر رہے ہیں، انہیں مستقل کر دیا جائے اور باقی لوگوں کو ٹھیکہ پر ملازمت کرنے دیا جائے۔ لیکن اقبال حیدر صاحب نے مشورہ دیا کہ لوگوں کو مستقل ریفرنڈم کے بعد کیا جائے، مجلس قائمہ نے تجویز پیش کی کہ صرف دو طرح کے ملازمین ہونے چاہئیں یعنی مستقل اور ٹھیکے پر، اور صرف ایسے retainers کو مستقل کیا جائے جن کی ملازمت نو سے دس سال ہو اور متعلقہ تعلیمی صلاحیت رکھتے ہوں" مندرجہ بالا اقتباس سے یہ بات ظاہر ہے کہ میرے بیان اور مجلس قائمہ کے فیصلے میں کوئی تضاد نہیں۔ اس لئے میں اس تحریک استحقاق کی مخالفت کرتا ہوں۔

<u>سید اقبال حیدر:</u> جناب والا،

Mr. Presiding Officer: Iqbal Haider Sahib, I just want to have a clarification of one or two things. Firstly, you had said that the report was not even formulated and compiled before the statement came into the press.

دوسری بات یہ ہے کہ جو پروفیسر صاحب نے توجہ دلائی ہے رولز کی طرف، اس کے تحت بھی These deliberations of the Committee can not be made public till such time that they have been presented to the Senate or without the permission of the Chairman they can not be made public.

<u>سید اقبال حیدر:</u> بالکل صحیح فرمایا۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر:</u> اب ایک چیز جو مجھے سمجھ نہیں آ رہی I am sorry I would like to have your guidance on that یہ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں جی یہ جو ہے he is not prepared to own his statement that appeared in the Press but at the same time he is prepared to defend himself, so what should we do in a situation like this.

سید اقبال حیدر: جناب والا، اس کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ جو محترم وزیر صاحب نے بیان ابھی آپ کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے، یہ انہوں نے لکھا ہوا بیان پڑھ کر سنایا ہے، اس میں انہوں نے کہیں یہ لفظ استعمال نہیں کیا کہ یہ statement انہوں نے نہیں دیا۔

Mr. Presiding Officer: This is why I have put it to you that I want your guidance on this. He has not denied the statement and on the other hand he has been defending the statement which he has already made.

Syed Iqbal Haider: Which clearly proves that statement was his statement because he is defending this statement. If he had not given the statement, then the position would have been simple in that then sorry, this statement was never made by him. No, he is not saying that. He is saying that in fact allegations are being made that I advocated the confirmation of those on retainership basis which I never did that. We said categorically as far as I am concerned............

Syed Abbas Shah: Sir, i would like that he should also lot us know that the Minister can disclose Committee Report even just now as he has done so. Whether he is entitled to do it or not ?

Syed Iqbal Haider: That is an other issue. I was coming afterwards that now the disclosure is in violation of the rules. It is clear breach of the privilege and the parliamentary practice. The honourable Minister has clearly admitted that statement. It is one. Secondly this is not the end of it sir, I say, I can show your goodself the recent clippings from the Press. On 11th and 12th of February, again the honourable Minister reiterated that the retainers will be confirmed (1), The new Chairman of the Pakistan Steel dismissed four thousand retainers. Sir, that new was contradicted.

Mr. Presiding Officer: See, we are getting into a lengthy discussion on these things which I think is not relevant.

Syed Iqbal Haider: No, what I am saying in support of the fact that the statement was correct is that statement which is now

being disputed. It is just for the argument, sir, which has been reiterated by the honourable Minister serval times. This is the point I want to make. Even in the recent past the honourable Minister has reiterated the same statement that he will make sure that the four thousand retainers will be confirmed whereas the new Chairman of the Steel Mill has dismissed those four thousand retainers on 31st January, 1992.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Chaudhry Sahib.

چوہدری امیر حسین: جناب والا، اس پر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس اخباری خبر کو جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ وزیر صاحب کا بیان ہے جس میں disclose کی گئی ہیں proceeding of the Committee اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ proceedings disclose نہیں کیں بلکہ ایک جنرل جو بات تھی وہ کی گئی اور آج بھی انہوں نے جو کہا ہے جہاں تک میں اسے سمجھا ہوں، میں چونکہ تھوڑا لیٹ آیا ہوں، انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ statement جس کو base بنایا گیا ہے، جس کو base بنا کر یہ تحریک استحقاق دی گئی ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں نے یہ statement نہیں دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی fact انہوں نے کہا ہو لیکن انہوں نے proceedings of the Standing Committee کو disclose نہیں کیا۔ یہ وہ فرمانا چاہتے تھے اور جناب گزارش کرتا ہوں کہ میں ڈھونڈ رہا تھا اور آپ کے پاس بھی ہے کہ M.N. Kaul میں ہے کہ اگر بات کی denial ہو جاتی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ یہ statement انہوں نے اخبار میں دیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کنہوں نے دیا ہے۔

چوہدری امیر حسین: وزیر صاحب نے،

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: denial کا،

چوہدری امیر حسین: جناب والا، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ وہ statement ہے جس کی بنیاد پر تحریک استحقاق دی گئی ہے، اور یہ

statement میں نے نہیں دی ہے، پریس میں بہت سی چیزیں آ جاتی ہیں Honourable Minister from Baluchistan نے فرمایا کہ آپ نے اس کی تردید کیوں نہیں کی۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u>: کون سے Senator from Balochistan

<u>چوہدری امیر حسین</u>: گچکی صاحب نے، ابھی، انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا ہے۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u>: اچھا،

<u>چوہدری امیر حسین</u>: وزیر صاحب نے یہ سن کر کہا کہ یہ statement as it is wirtten تحریک استحقاق کے ساتھ جو clippings لگائی گئی اس میں جس طرح تحریر ہے، میں نے یہ statement نہیں دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس بیان کو own نہیں کیا انہوں نے کہا ہے کہ میرا بیان نہیں ہے جس خبر کو بنیاد پر یہ تحریک استحقاق دی گئی ہے۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ جب ایک fact کو deny کر دیا جاتا ہے تو ایک statement کو deny کر دیا جاتا ہے، our Chairs کی بھی اور Kaul میں بھی rulings ہیں کہ پھر وہ تحریک استحقاق admissible نہیں ہوتی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Minister Sahib, you are assuming that the statement has been denied.

اب یہاں پر جو proceedings اب تک ہوئی ہیں، یا تو وزیر صاحب اگر شروع سے ہی کہہ دیتے کہ

It is not my statement and I do not own it but when you try to justify a statement I think, you are automatically assuring the responsibility of what he said that.

<u>چوہدری امیر حسین</u>: جناب میں، گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں انہوں نے فرمایا، ریکارڈ پر موجود ہے کہ یہ بیان میں نے نہیں دیا جو اخبار میں آیا ہے، اخبار میں اور بھی بہت ساری چیزیں آتی رہتی ہیں۔ منظور گچکی صاحب نے فرمایا کہ پھر آپ نے اس کی تردید کی ہے۔ جناب والا! یہ بات ریکارڈ پر ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، میں بھی یہیں بیٹھا ہوا ہوں۔

چوہدری امیر حسین: It means کہ جس طرح بیان لکھا تھا اخبار میں، یہ بیان انہوں نے نہیں دیا تھا، جس بیان پر تحریک استحقاق کا انحصار کیا گیا یہاں پیش کرنے کے لئے وہ انہوں نے نہیں دیا ہے۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے محترم چوہدری امیر حسین صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ عدالت نہیں ہے۔ وہ بڑی اچھی ان کی وکالت کر رہے ہیں لیکن یہ سینٹ ہے اور کسی کورٹ میں ان کی ضرور وکالت کریں۔ لیکن یہاں پر اتنی وکالت نہ کریں کیونکہ کیس اتنا کمزور ہے محترم چوہدری صاحب! اس میں کوئی دفاع کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ محترم وزیر نے clearly ایڈمٹ کیا ہے کہ یہ انہوں نے کہا ہے اور ایک دفعہ نہیں میں ان کے پچیس بیانات لا کر دیکھادوں گا اسی ماہ فروری میں repeat کیا ہے بار بار یہی کہا ہے یہ ایک دفعہ تو نہیں کہا ہے کئی دفعہ کہا ہے میرا تو کہنا یہ ہے اور نہ ہی وزیر موصوف نے deny کیا ہے اس issue کو، اس لئے میں محترم چوہدری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے مئوکل کو کہیں کہ وہ اس معاملے کو اس طرح سے سرسری انداز میں نہ لیں۔ اور یہ کہنا تو بڑا آسان ہے کہ میں نے نہیں کہا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے اور......

چوہدری امیر حسین: جناب والا! فلور تو میرے پاس ہے چیئر نے تو مجھے دیا ہوا ہے۔ اور میرا مائیک بھی آن ہے۔

سید اقبال حیدر: آپ بات کر لیں چوہدری صاحب۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا! میں جو گزارش کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے ہاؤس میں، اور جہاں تک میں نے سنا ہے اور آپ اس کو re-check فرمالیں کہ یہ جو statement لف کیا گیا ہے پریولج موشن کے ساتھ، یہ سٹیٹمنٹ میں نے

نہیں دیا۔ جس پر یہ کہتے ہیں کہ استحقاق مجروح کیا گیا ہے تو اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ میرا سٹیٹمنٹ نہیں اور اس ک بعد میرا خیال ہے پریولج موشن ایڈمٹ کرنے کا سوال نہیں رہتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں آپ ضرور یہ بات کہہ رہے ہیں لیکن منسٹر صاحب نے اگر یہ سٹیٹمنٹ دیا ہی نہیں ہے تو پھر اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

Ch. Amir Hussain: Your honour can ask him (Minister for Production). He is very much here.

Mr. Presiding Officer: He is here.

جناب اسلام نبی: جناب میں نے یہی بات کہی ہے کہ نہ ہی اس بات کی کوئی پریس ریلیز دی ہے اگر اخبار والے کوئی چیز چھاپ دیتے ہیں تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں......

سید اقبال حیدر: جناب آج تک انہوں نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ اس سٹیٹمنٹ کو بار بار دہرایا ہے یہ میرا کہنا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے ہم نے اس پر کافی طویل بحث کر لی ہے...... جی جناب پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! وزیر موصوف نے جو بات کہی ہے اس کا تقاضا صرف اتنا ہے کہ اگر وہ واضح طور پر یہ کہہ دیں کہ میں نے کوئی پریس سٹیٹمنٹ ایسا نہیں دیا اور نہ میں نے زبانی کسی پریس کے نمائندے سے یا کسی اور شخص سے اشارۃً یا کنایۃً یہ بات کہی ہے اگر وہ یہ بات واضح طور پر کہہ دیں تو یہ denial ہوگا۔ لیکن پھر اس کے بعد یہ ہاؤس کا پریویلیج ہے کہ پھر وہ یہ محسوس کرے کہ اخبار والوں سے بھی پھر گواہی لے کہ آیا یہ بات ان تک پہنچی ہے یا نہیں، پہنچی ہے تو کس سے پہنچی ہے تو یہ ساری چیزیں پریولج کے تحت آتی ہیں۔ ایڈمٹ اگر آپ اس کو کر لیں ہم کنسٹینٹ میں نہیں جا رہے ہم یہ لا رہے ہیں کہ issue یہ ہے کہ آیا کمیٹی کی proceedings کی بنیاد پر کمیٹی کے خود فیصلے کے بغیر کسی بات کو باہر کہا جائے، کسی شخص نے ایک بات کہی ہے اور اگر یہ کہی ہے تو پھر لازماً پریولج کا وایلیشن

ہے اور دوسری بات یہ بھی عرض کروں گا کہ جس رپورٹ کا کچھ حصہ انہوں نے پڑھ کر سنایا ہے ابھی ہاؤس میں، یہ بھی وائیلیشن ہے اس لئے کہ رول ۱۷۲ کے تحت صرف چیئرمین آف دی کمیٹی یا کمٹی کا مجاز فرد سینٹ میں رپورٹ پیش کر سکتا ہے ہر ممبر پیش نہیں کر سکتا چہ جائے کہ ایک منسٹر جو باقاعدہ اس کا ممبر نہیں ہوتا۔ تو اس بنا پر یہ بھی انہوں نے vilate کیا ہے کہ اس رپورٹ کا ایک حصہ یہاں پڑھ کر سنایا ہے اس کو پڑھ کر یہاں سنانے کا اختیار نہیں۔

Mr. Presiding Officer: I think we have had quite lengthy discussion on this and I think that there is a very pertinent question that has got to be attended to. It would appear to me that there has been no substantive denial by the Minister for production either before or during the course of this and since there is an element of doubt I personally feel that this matter should be referred to the privileges Committee who can sift to it further and come to a decision.

جناب اسلام نبی: جناب میں بتا رہا ہوں کہ نہ میں نے کوئی پریس ریلیز دیا ہے اور نہ بیان دیا ہے اس قسم کا،

(interruption)

Mr. Presiding Officer: Prof. Sahib please. Now I think we have come to the end of this Privilege Motion. Let the Committee decide if the Committee feels that there is nothing in it then they can drop it. But I think it has got to be referred to the Privileges Committee so that they can go through it and find out the facts about it.

We now come to the Adjournment Motions. First is in the name of Tariq Ch. Sahib on the American threats to China to give up sale of Missiles to Pakistan.

ADJOURNMENT MOTION

جناب محمد طارق چوہدری: جی ہاں ان نے بات ہو گئی تھی، ۲۰ کے بعد لے لیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہاں ۲۰ کے بعد آپ اس کو لے لیں...... جی حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد: میری بھی یہ تحریک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ہاں آپ بھی اس میں ہیں...........

حافظ حسین احمد: جناب ایک ہاف منسٹر ہے وہ بھی نہیں آتے ہم کیا کریں کسی اور کو آپ رکھیں یہ تیسری مرتبہ drop ہو رہی ہے۔

Mr. Muhammad Azam Khan Hoti: Sir, I was supposed to reply to this Adjournment Motion but as Senator Tariq Chaudhary has said that till Mr. Muhammad Sadique Kanjo, Minister for Foreign Affairs comes we will not take up this motion, otherwise I am here to reply.

Mr. Presiding Officer: Hafiz Sahib. I think he has gone on an important Government assignment so we should not............

حافظ حسین احمد: ٹھیک ہے جی اگر آپ ہمیں بتادیں کہ کب تک وہ تشریف لائیں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انہوں نے یہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ۔ ۲۰ فروری کے بعد آپ take up کر لیں۔

حافظ حسین احمد: ٹھیک ہے جی مان ہی لیتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: The other Adjournment Motion is also in the name of Senator Hafiz Sahib and Senator Tariq Chaudhry Sahib, I think this also relates to the Foreign Office, do we discuss it ?

جناب محمد طارق چوہدری: یہ بھی کانجو صاحب سے متعلق ہیں اکھٹے ہی لے لیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Then we come to an Adjournment Motion from Syed Iqbal Haider on the awarding of a contract to foreign companies where under the government will have to pay higher freight charges.

ADJOURNMENT MOTION *RE:* THE EXCESS FREIGHT RATE FOR THE IMPORT OF CRUDE OIL

Syed Iqbal Haider: Thank you, Mr. Chairman.

I request that ordinary business of the House may be adjourned to discuss a recent urgent matter of public interest and importance as under:

"It is reported in the 'News' Karachi, dated 1st December, 1991, that Government of Pakistan is incurring a huge loss by paying additional avoidable sum of US$ 5,000,000 (Five Million) as freight charges on import of only 1.8 Million tons of crude oil. The rate of freight charges *i.e.* $ 6.04 per ton or $ 6.23 per ton being approved by the Government, are more than double the prevailing rate of freight in the international market. Consequently, the Government of Pakistan will suffer this avoidable huge loss in foreign exchange of over $ 5 Million."

Mr. Presiding Officer: It is being opposed ?

Mr. Muhammad Azam Khan Hoti: Opposed.

Mr. Presiding Officer: Syed Iqbal Haider, I would request you to kindly be very precise.

Syed Iqbal Haider: Very precise, Sir.

Mr. Presiding Officer: First you (Syed Iqbal Haider) please establish as to how do you feel that this is an Adjournment Motion?

Syed Iqbal Haider: Sir, I will only draw your kind attention to rule 75 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the conditions specified for admission of an Adjournment Motion are prescribed there:

(a) It shall raise an issue of urgent public importance; May I humbly submit that a loss of Five Million US Dollars to the Treasury and the Government of Pakistan is not such as unimportant or irrelevant incident that can be ignored. It is of utmost urgent public interest that the wastage and pilferage is prevented.

(b) it shall relate substantially to one definite issue; I have only raised Sir, one issue only.

(c) It shall be restricted to a matter of recent occurrence....;

I have moved this motion immediately after this report had appeared in the press and most interestingly Mr. Chairman, sir, may I inform you that this report remains unrebutted and undenied by the Government. It is an admitted crime with the people of Pakistan that is being committed by the Government.

(d) It shall not revive discussion on a matter, including the discussion on the admissibility of an adjournment motion which has been discussed in the Senate or in the Assembly in the past four months;

Sir, it has never been ever discussed in the Senate or the Assembly in the past four months.

Mr. Presiding Officer: Right. Right.

Syed Iqbal Haider: Right. So, in view of these four/five conditions as laid down in Rule 75, the motion is well within the limits prescribed by law and the rules of procedure and deserves to be admitted.

On the question of the content of this motion or the report, it highlights a very serious violation, a very serious negligence on the part of Government and exposes their callous indifference towards these huge losses. Five Million US Dollars is not a small amount.

Mr. Presiding Officer: Rather you (Syed Iqbal Haider) are assuming that the Government is guilty and whatever the statement.....

Syed Iqbal Haider: Sir, it remains undenied, Sir. I assure you, Sir. I challenge the honourable Minister to produce the denial of this report. It was a front page report of two columns-Five Million Dollars is being plundered, as usual by our Government.

Mr. Presiding Officer: I said, you are assuming that this is true.

Syed Iqbal Haider: Sir, that is why I am saying it remains unrebutted. That is why the assumption is based on the fact and it is true and a reliable assumption because the Government has not denied it. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Hoti Sahib will you please say something.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ہوتی صاحب آپ کچھ فرمائیں گے؟

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب چیئرمین! خود ہی انہوں نے فرمایا کہ یہ اخبار کی خبر کی بنیاد پر موشن لائے ہیں۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ جناب چیئرمین! کہ اس ملک کی refineries کے لئے خام تیل کی درآمد N.T.C. یعنی National Tanker Co. کے ذمہ داری ہے۔ اور اس کمپنی کے بورڈ کی تشکیل کچھ یوں ہے کہ اس کا ایک چیئرمین ہے۔ پھر Ministry of Petroleum کے جائنٹ سیکرٹری کے لیول کا آدمی، ایک ممبر منسٹری آف Financial Adviser کے Ministry of Communications پھر کمیونیکیشن کے جائنٹ سیکرٹری، پیراک کے نمائندے اور Pakistan Shipping Corporation کے ایک نمائندے پر مشتمل یہ کمیٹی ہے۔ اور طریقہ کار یوں ہوتا ہے جناب چیئرمین کہ ہر سال ملکی اور بین الاقوامی، نیشنل اور انٹرنیشنل ٹینڈرز float کئے جاتے ہیں اس carriage کے لئے۔ اور bids وصول ہونے کے بعد یہ کمیٹی اسے scrtinise کرتی ہے۔ اور جو سب سے lowest bid ہو اسے contract of freightment کا ایک agreement sign ہوتا ہے اور ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: This is what you are saying کہ سب سے lowest bid تھی جس پر انہوں نے ٹھیکہ دیا۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: اگر آپ مجھے موقع دیں گے جناب چیئرمین! تو میں عرض کر سکوں گا۔ جس معیار یا جس سکیل پر یہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔ اسے World scale سکیل کہتے ہیں۔ اور 100 world scale is equal to 2.62 dollars پچھلے سال اکتیس دسمبر تک

جو ٹھیکہ دیا گیا تھاوہ ایک سو ستر world scale پر دیا گیا تھا۔ اکتیس دسمبر کو جب یہ معیاد ختم ہونے والی تھی۔ وہ ٹھیکہ تھا Pacific Tanker Co. کے پاس۔ دوبارہ tender float گئے ویسے تو ٹینڈر فارم کافی کمپنیوں نے لئے لیکن دو نے bids میں حصہ لیا ایک pacific company کمپنی اور ایک Sea Trump ورلڈ سکیل پر پیسفک ٹینکر کمپنی کا دو سو پچیس world scale تھا ٹینڈر، Sea Tramp کا دو سو بتیس پر۔ کمیٹی نے محسوس کیا کہ یہ قیمتیں نسبتاً زیادہ ہیں۔ لہٰذا negotiate کیا گیا اور صرف تین مہینے کے عرصے کے لئے یعنی دسمبر سے مارچ تک کے عرصہ کے لئے temporary arangement پر negotiated price پر ۲۰۳ (دو سو تین) ورلڈ سکیل پر عارضی طور پر کیرج کا ٹھیکہ دیا گیا۔ اور اسی دوران فیصلہ کیا گیا کہ دوبارہ tender float کئے جائیں اور دوبارہ بڈز مانگے جائیں۔ اور جیسے کہ اس (N.T.C.) کو اختیار دیا گیا ہے۔ اس مہینے ٹینڈر float ہو چکے ہیں۔ bids آ جائیں گے اور ان bids کے نتیجے میں جو سب سے کم ہو گا۔ اسے یہ ٹھیکہ دے دیا جائے گا۔ اس میں کوئی بدعنوانی نہیں کی گئی۔ ریکارڈ موجود ہے۔ طریقہ کار بہت واضح ہے۔ اور اس میں کوئی گنجائش نہیں بدعنوانی کرنے کی۔ میں محترم سینٹیر سے گزارش کروں گا کہ چونکہ یہ اخبار کی خبر کی بنیاد پر دی گئی ہے۔ جہاں تک تعلق ہے کہ اس کی تردید نہیں کی گئی۔ تو جناب والا! آج کل بغیر سوچے سمجھے کئی خبریں آتی ہیں۔ بغیر تصدیق کئے۔ اور انہی خبروں کی بنیاد پر اس قسم کے resolutions آتے رہتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ منسٹری آف کمیونیکیشن یا حکومت پاکستان ہر ایک خبر کی تردید کرتی پھرے۔ کیونکہ ان میں کوئی صداقت نہیں ہوتی۔ لیکن جب ایسے معزز ایوان میں کوئی معزز سینٹر ایسے سوال اٹھائیں تو پھر انہیں جواب دینا ہم پر لازم ہوتا ہے۔ اور یہ صحیح صورت حال ہے جو میں نے بیان کی۔ میں درخواست کروں گا محترم سینٹر سے کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔ شکریہ۔

سید اقبال حیدر: میں مختصر طور پر کہوں گا کہ جو کچھ بھی ہمارے محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے وہ من و عن اس خبر کی تصدیق میں فرمایا۔ اس میں بھی من و عن یہی لکھا ہے جو

وزیر صاحب نے فرمایا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ world rate جو ہے جس کی انہوں نے تصدیق کی۔ اس کا سکیل ہے Three dollars twenty cents per ton 3.220 dollars per ton World Scale 120 اسے کہتے ہیں۔ جناب! اس کی بجائے اسے دیا جا رہا ہے ۲۲۵ کے سکیل میں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں ۲۰۳ پر negotiate ہوا ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب والا! negotiated price ہے ۲۰۳ ورلڈ سکیل پر اور ۲۲۵ بھی جو lowest bid تھی اسے reject کیا گیا اسے accept نہیں کیا گیا۔

سید اقبال حیدر: جناب اس سکیل کے مطابق 6 dollars 4 cent per ton پر contract کا کنٹریکٹ دیئے گئے۔ اور اس کی بنیاد پر تقریباً ڈبل ہے یہ پرائس۔ کیونکہ ورلڈ سکیل جس جگہ فرماتے ہیں جناب چیئرمین! وہ ورلڈ سکیل is like a جیسا کہ branded goods کو آپ لکس سوپ کی جو پرائس ہے ہر جگہ پر وہ اتنے میں ہی ملتا ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ جب ورلڈ سکیل یہ ہے تو اتنے double the rate دینے کی ضرورت ہی کیوں پڑی۔ ایسی bids کو آپ کیوں consider کرتے ہیں جو ورلڈ سکیل سے بہت زیادہ ہے۔ اس کی کیا توجیح ہے۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہمارے معزز وزیر نے فرمایا وہ سب کچھ اس اخبار کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ورلڈ سکیل سے بہت زیادہ پر دے رہے ہیں۔ اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس تحریک التواء پر تفصیلی بحث ہو۔ اسے آپ admit کر لیں تو ہم مشکور ہوں گے کیونکہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کی وزیر محترم نے تصدیق کر دی ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب والا! مجھے موقع دیں۔ ایک طرف سے محترم سینٹر فرما رہے ہیں کہ میں تصدیق کر رہا ہوں اخباری بیان کی۔ ٹھیکہ دینے کا کوئی طریقہ کار ہوتا ہے۔ اور اس میں تکلفات یا formalities سے گزرنے کے بعد میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ماسوائے اس کے کوئی طریقہ نہیں ہے کہ tender float کئے جائیں اور bids

مانگیں جائیں۔ اب اتنی infloation ہو رہی ہے کہ ضروری نہیں کہ کل جو ٹھیکہ ایک سو ستر world scale پہ گیا تھا گزشتہ سال، وہ اس سال بھی ایک سو ستر یا ایک سو پچھتر پر جائے۔ یقیناً قیمتیں بڑھتی رہتی ہیں۔ لیکن کوئی ادارہ بھی، نیشنل ٹینکر کمپنی ہو یا کوئی ہو۔ وہ مجبور نہیں کہ وہ ضرور ٹھیکہ لے اسی مانگی ہوئی قیمت پر۔ جو قیمتیں انہوں نے bids میں دی تھیں وہ قابل قبول نہیں تھیں Sea Trump کو۔ لہٰذا انہوں نے accept نہیں کئے۔ اور پھر negotiate کر کے، کیونکہ جناب چیئرمین! اگر ایک ٹھیکہ ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے کی تجدید نہ ہو تو کیا پھر یہ سلسلہ رک جائے۔ اور یہ جو خام تیل مل رہا ہے پاکستان کی refinries کو کیا اس کو بند کر دیا جائے؟ یقیناً کوئی arrangement تو ہو گا۔ اگر وہ قیمتیں زیادہ بھی تھیں تو interim period کے لئے جب تک یہ دوبارہ ٹینڈرز float کر کے bids نہ مانگے جائیں اور اپنی شرائط پر کوئی قیمتیں طے نہ کی جائیں اس وقت تک interim arrangement کے لئے negotiated price پر کیا گیا۔ اور ۲۰۳ پر جو کہ bids سے بہت کم ہے۔ اور اب جو دوبارہ bids آئیں گے تو یہی کمیٹی بیٹھ کر اسے srcutinise کرے گی اور اگر پھر بھی acceptable نہ ہوئے تو پھر یا تو سفارش کی جائے گی حکومت پاکستان سے کہ وہ اپنے contract of freightage کی جو conditions ہیں ان میں کوئی لچک پیدا کرے اور یا پھر جیسا کہ inflation ہو رہی ہے اس کے مطابق مہنگے داموں پر یہ ٹھیکے دیئے جائیں۔ لیکن فی الحال یہ جو زیادہ قیمت پر دی گئی پچھلے سال سے، ایک سو ستر ورلڈ سکیل سے دو سو تین پر آئے ہیں۔ یہ کوئی اتنا زیادہ فرق نہیں ہے یعنی ڈبل نہیں ہے پہلے ۱۷۰ تھا اور ابھی ۲۰۳ پر دیا گیا ہے لہٰذا ۳۳ world scale پر زیادہ ہوا ڈبل نہیں ہوا اگر ڈبل ہوتا تو پھر ۳۴۰ ہوتا تو ابھی negotiative price پر دی گئی ہیں اور کوشش کی جا رہی کہ قیمتوں کو نیچے لایا جائے۔

<u>پروفیسر خورشید احمد</u>: ۲۲ فیصد زیادہ ہے۔

<u>جناب محمد اعظم خان ہوتی</u>: جی ہاں ۲۲ فیصد زیادہ ہے اتنی افراط زر تو پچھلے سال کی آپ کر لیں اور پھر international carriage کا سوال ہے اگر صرف پاکستان کی کمپنیاں

ہو تیں یاپاکستان کے جہاز ہوتے جو پاکستان کے flags fly کرتے ہیں یاPNSC کے ہوتے پھر تو کسی قیمت پر بھی ان کو دیا جاسکتا تھا لیکن ہمیں باہر کی Shipping Companies پر انحصار کرنا پڑتا ہے چونکہ ہمارے پاس اتنے بڑے پیمانے پر انتظام نہیں کہ اس crude oil کو لاد کر لا سکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے۔

That Minister has been very explicit in his explanation and they are alive to the problem. They are also alive

کہ جو ریٹس انہیں آئے تھے وہ ذرا زیادہ تھے اس لئے انہوں نے صرف تین ماہ کے لئے یہ temporary arrangement کیا ہوا ہے لیکن اس میں ایک خدشہ یہ نظر آرہا ہے کہ شاید یہ bids مانگنے میں دیر کر دیتے ہیں یہی کام اگر کچھ دیر پہلے کر لیا جائے تو شاید یہ صورتحال نہ ہو تو after what the Minister has said, I feel..........

Syed Iqbal Haider: Sir, I would respectfully press sit for not only the simple reason but the procedure of seeking bids is also wrong and it is not circulated. If it is discussed then I will be in a position to present every detail and the other honourable Members will have a chance to express their views on this crucial issue of this five million dollar which is not a small amount particularly when we are short of foreign exchange.

Mr. Presiding Officer: I think, now we leave the decision on this pending.

Syed Iqbal Haider: Right sir.

Mr. Presiding Officer: Then wait for some time. The next Adjournment Motion is from Prof. Khurshid Ahmad, on the reported closure of about 30,000 power looms in Faisalabad.

Prof. Sahib, I have received an information that the concerned Minister is in the Assembly and he is attending to the speech of the Leader of the Opposition, so he has requested that this be postponed.

Prof. Khurshid Ahmad: Right, Sir, but it should be taken in the next sitting, we always accommodate the honourable Ministers.

Mr. Presiding Officer: We can have it on the next sitting. The next item on the agenda is Item 2, Motion by Chaudhry Amir Hussain, Minister for Parliamentary Affairs.

Chaudhry Amir Hussain: Sir, I beg to move:-

"that the following members may be elected as members of the Standing Committee mentioned below against their names:-

(1) Malik Zar Muhammad	(i)	Standing Committee No. Khan, Senator. 4-on Industries and Production.
	(ii)	Standing Committee No. 7-on Finance and Economic Affairs, Planning and Development, Statistics and Population Welfare.
(2) Mr. Iqbal Ahmed Khan, Senator.	(i)	Standing Committee No. 1-on Cabinet, Establishment and Management Services.
	(ii)	Standing Committee No. 5-on Communication and Railways.
	(iii)	Committee on Rules of Procedure and Privileges.
(3) Mir Nabi Bakhsh, Senator.	(i)	Standing Committee No. 2-on Defence, Defence Production and Aviation.

Mr. Presiding Office: Chaudhry Amir Hussain, Minister for Parliamentary Affairs has moved:-

(1) Malik Zar Muhammad Khan, Senator.	(i)	Standing Committee No. 4-on Industries and Production.
	(ii)	Standing Committee No. 7-on Finance and Economic Affairs, Planning and Development, Statistics and Population Welfare.

(2) Mr. Iqbal Ahmed Khan, Senator.	(i)	Standing Committee No. 1-on Cabinet, Establishment and Management Services.
	(ii)	Standing Committee No. 5-on Communication and Railways.
	(iii)	Committee on Rules of Procedure and Privileges.
(3) Mir Nabi Bakhsh, Senator.	(i)	Standing Committee No. 2-on Defence, Defence Production and Aviation.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The above members stand elected against the respective Standing Committees. Next Item 3, Senator Mahmood Ahmed Minto.

Mr. Mahmood Ahmed Minto: Sir, I beg to move:-

"that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1991, be condoned till today."

Mr. Presiding Officer: Senator Mahmood Ahmad Minto has moved:-

> "that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1991, be condoned till today."

(The motion was carried).

Mr. Presiding Officer: The delay stands condoned till today. Next is Item No. 4, Mr. Mahmood Ahmed Minto.

REPORT OF THE STANDING COMMITTEE *RE:* CDA (Amendment) BILL, 1991-LAID

Mr. Mahmood Ahmed Minto: Sir, I beg to present report of the Standing Committee on the Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1991.

Mr. Presiding Officer: The report stands presented. Next item is 5, Senator Mahmood Ahmed Minto.

Mr. Mahmood Ahmed Minto: Mr. Chairman sir, I be to move:-

> "that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1990, be condoned till today."

Mr. Presiding Officer: Senator Mahmood Ahmed Minto has moved:-

> "that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1990, be condoned till today."

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The delay stands condoned till today. Next Item No. 6.

Mr. Mahmood Ahmed Minto: Sir, I beg to present report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1990.

Mr. Presiding Officer: The report stands presented.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں اس موقع پر آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میں متعلقہ کمیٹی اور متعلقہ چیئرمین کا بے حد ممنون ہوں کہ

Freedom of Information Bill جو میں نے اس ایوان میں دوسری بار پیش کیا تھا اس پر کمیٹی نے غور کیا اور یہاں وہ اپنی رپورٹ لائی لیکن اس پر ایک مسئلہ یہ ہو گیا کہ آخری میٹنگ جو کمیٹی نے کی میں ملک سے باہر تھا اور اس وقت اس میں شریک نہیں ہو سکا تو کیا میں اس ایوان سے درخواست کر سکتا ہوں کہ اور چیئرمین کمیٹی سے میں نے مشورہ کیا ہے کہ formally تو یہ present ہو گئی ہے لیکن ایک مرتبہ پھر کمیٹی کو اس پر غور کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ میں ایک بار پھر اپنا ویو پوائنٹ پوری طرح پیش کر دوں اور اس کمیٹی کی آخری رپورٹ فائنل ہو کر ایوان میں آسکے۔

Mr. Presiding Officer: Can we do that under the Rules of Business?

پروفیسر خورشید احمد: کوئی مانع نہیں ہے

Mr. Presiding Officer: Prof. Sahib, once a report has been presented to the Senate then I don't think it can be reverted back but if you wan to make any changes or amendments اگر آپ لکھ کر دے دیں تو then we can put it again to the House and incorporate that into this report.

پروفیسر خورشید احمد: قائدہ یہی ہوتا ہے یا ایوان اس رپورٹ پر بحث کا کوئی وقت مقرر کریگا اس کے بعد اسے approve کرے گا یا disapprove کرے گا یا ایوان کو یہ اختیار بھی حاصل ہے اپنی کسی بھی رپورٹ کو وہ کسی بھی وقت وہ relevant کمیٹی کو دوبارہ غور کے لئے بھیج دے۔ میں یہی درخواست کر رہا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Now it has been presented. I think the appropriate thing will be that it should be discussed in the House and then referred back to the Committee.

پروفیسر خورشید احمد: اگر آپ یہ راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اچھا ہے کہ بحث ہاؤس میں ہو جائے پھر دوبارہ کمیٹی کو جائے اور میں درخواست کروں گا کہ پھر اسی سیشن میں کوئی وقت مقرر کر دیں تاکہ اسی سیشن میں اس رپورٹ

پر discussion ہو جائے اور discussion کی روشنی میں اسے دوبارہ کمیٹی کو ریفر کیا جا سکے۔

Now we come to Item No. 7. Motion under rule 242 by Senator Khalil-ur-Rehman to move, if leave is granted, that after rule 142 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the following new rule 142-A be added:

MOTION UNDER RULE 242

Mr. Khalil-ur-Rehman: Sir, I beg to move the following amendment, namely, "(iii) Committee on Human Rights:

Functions of the Committee.-142-A. There shall be a Committee on Human Rights to perform the following functions or such other functions as may be assigned to it from time to time:

The Committee shall-

(a) review on a continuous basis the overall position of human right violations in the country;

(b) receive representations from the affected persons, organizations and international agencies, including the Human Rights Commission, regarding human right violations in the country;

(c) ascertain if any violation of human rights has taken place and also identify the problem areas; and

(d) undertake studies and make recommendations for redressing the human rights violations including proposal for legislation in that area."

Thank you, sir.

Ch. Abdul Ghafoor: I oppose it, sir.

Mr. Khalil-ur-Rehman: Sir, I am amazed that........

Mr. Presiding Officer: Just a minute, please. First, I think I will have to put it to the House whether the leave has been granted or not ?

Ch. Abdul Ghafoor: Before this is put to the House, we must be heard because this is supra governmental power, and this cannot be granted to any particular organization within the government or to any Committee in the House. This is not constitutional but this is an extra constitutional power. So, it may be debated upon before it is put to the House. Because this must be decided and discussed outside the House/within the House because it is a very serious matter.

(interruption)

Ch. Abdul Ghafoor: We cannot hold a constitutional power beyond the Constitution which has been almost a supra constitutional.

(interruption)

Mr. Presiding Officer: Prof. Sahib how would you react to what the honourable Law Minister has said ?

پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میرا خیال یہ ہے کہ جہاں تک قانون اور دستور کا تعلق ہے کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ ایسی کمیٹی سینٹ بنائے صرف ایک لفظ جس پر مجھے تھوڑا سا اشکال ہے اور وہ جو انہوں نے انٹر نیشنل ایجنسیز لکھا ہے یہ بظاہر مجھے غیر ضروری محسوس ہوتا ہے اس کو چھوڑتے ہوئے باقی تمام چیز جو ہے وہ دستور کے اندر ہے دونوں ایوانوں میں جو ایوان بھی چاہے اس قسم کی معاملات پر کمیٹیاں بنا سکتا ہے وہ کمیٹیاں مستقل بھی ہو سکتی ہیں اور عارضی بھی ہو سکتی ہیں۔ میں آپ کو اس بات کی مثال دوں گا خود آپ کے اپنے رولز میں less developed areas کے لئے آپ نے ایک کمیٹی بنائی ہے اس لئے کہ بظاہر یہ آپ کے سکوپ میں covered نہیں ہے لیکن ہماری نگاہ میں لس

ڈویلپ ایریاز سینٹ کا ایک concern تھا اور ہم نے کوشش کی کہ اس کے لئے ایک مستقل کمیٹی بنائی جائے Human Rights بھی ایک ایسا ایشو ہے جو اسلامی نقطہ نظر سے بھی اور جمہوری نقطہ نظر سے بڑا اہم ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اچھا initiative ہے اور اس سلسلے میں ہمیں پیش رفت کرنی چاہیئے دستور یا قانون یا رولز کوئی مانع نہیں ہے البتہ اس بات کی ضرورت ضرور ہو گی کہ ہم اس کو outright discuss نہ کریں بلکہ رولز اینڈ بزنس کی کمیٹی جو ہے اس کو ہم refer کریں تاکہ وہ اسے thoroughly ایگزمن کر کے جہاں کہیں لفظی modification کی ضرورت ہو وہ کر کے اس کے بعد recommendation طور پر یہاں لے آئے اور صرف ایک لفظ کے سوا جو میں ابھی نوٹ کیا ہے حالانکہ مجھے اس سے پہلے بھی دکھایا تھا اس وقت تو مجھے خیال نہیں آیا تھا انٹرنیشنل ایجنسیز والا تو ہمیں delete کرنا ہو گا باقی کوئی چیز میری نگاہ میں ایسی نہیں ہے جو دستور یا قانون سے متصادم ہوتی ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سید عبداللہ شاہ صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

Syed Abdullah Shah: Sir, I will make a submission that the honourable Minister has referred to the supra constitutional provision and he did not quote any Article of the Constitution. He just made a statement. As has been very rightly said by Prof. Sahib question of violation of human rights has occurred such serious proportions in our country particularly that this august House must play its role to give a redress to the affected people and this is a very healthy and good suggestion by the honourable Senator who has moved this amendment and we all support it. It is correct that for certain corrections this may go to the Committee on Rules of Procedure and they might find any amendment, if necessary and they can send amendments and this then come back to the House. I support it, Sir.

Syed Abbas Shah: Sir, as the Minister for Law and Parliamentary Affairs has said that there is no contradiction in the rule, which we are including in our Rules of Procedure to the Constitution. We even now can form a temporary Committee and take up such issues as Prof. Khurshid has said that there may be

some words or phrases to which some of our people or some of the experts may oppose. So, it will be better that we should send it to the Committee and I would say that it is a very good thing which Mr. Khalil-ur-Rehman has done because it is the duty of either House to look after such a thing if it happens in any country. It is the duty of the Parliament when it is adopted in the Rules of Procedure. Nothing is contradictory to the Constitution and it is very much within the Constitution. If there is anything contradictory that can be pointed out in the Committee.

Mr. Muhammad Ali Khan: Thank you, Mr. Chairman.

Sir, I suggest that this should be deferred for the present in order to enable us to discuss in our Parliamentary Committee meeting and after that we will be in a position, Inshallah, to place it before the House.

I thank you, sir.

(interruption)

Mr. Presiding Officer: We can now hear the Law Minister.

سید اقبال حیدر: ایک ہی جملہ میری گزارش ہے۔ محترم چیئرمین صاحب! اس سے ہمارے ایوان کا وقار بلند ہوگا اور میں اپنے فاضل رکن کو مبارک باد دیتا ہوں انہوں نے اتنے اہم نکتے کے اوپر وہ معائنہ کرے violation of human rights کا۔ اس ہاؤس کو اعزاز بھی دے رہے ہیں اور انہوں نے جس شعور کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل تحسین ہے میں کمانڈر صاحب کی اس تجویز کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے صرف یہ گزارش کروں گا کہ human rights violation ہمارے اسلام میں بھی ہمارے معاشرے میں بھی ہمارے آئین کے لحاظ سے بھی اس کمیٹی کی تشکیل مانع نہیں آئے گی اور ہمارے ملک کے وقار میں بھی اضافہ ہوگا اور ہمارے ایوان کے وقار میں بھی اضافہ ہوگا اگر یہ کمیٹی فوری طور پر تشکیل دی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

I will get back to you Mr. Khalil-ur-Rehman, please.

آپ ذرا تھوڑی دیر تشریف رکھیں جی گچکی صاحب آپ کچھ کہہ رہے تھے۔

جناب منظور احمد گچکی: میں یہی عرض کر رہا تھا کہ جس طرح دوستوں نے کہا ہے کہ آئین کے خلاف تو کچھ بھی نہیں ہے بنیادی وجہ یہ ہے کہ United Nation کا human rights کا جو چارٹر ہے اس پر ہم نے دستخط کیے ہوئے ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ ہمارے آئین کا تضاد ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے آئین میں بھی کسی حد تک fundamental rights کو protection دیا گیا ہے پھر جتنی دوسری کمیٹیاں بنی ہیں وہ بھی بالکل ایسے ہی ہیں جس طرح کی اب یہ بنے گی پہلے باقیوں کے لئے بھی تو آئین میں کوئی جواز تو نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. I think, let us hear the Law Minister now.

Mr. Khalil-ur-Rehman: Mr. Chairman, Sir, I am quite amazed that it has come from the Treasury Benches. It should have come from them at this moment. The situation in the country, I mean in Sindh, is very bad and we are clamouring for human rights in Kashmir and we are clamouring for human rights in Kashmir.

Mr. Presiding Officer: I agree with you entirely and you have got the support of so many of your colleagues. Let us now hear the Law Minister.

Mr. Khalil-ur-Rehman: No, I was thinking that the Law Minister might reconsider his decision.

Ch. Abdul Ghafoor: Thank you Mr. Chairman. Sir, I would like to point it out that the effort is commendable but the question is of the forum. The question is that all these Standing Committees formulated or constituted to conduct the business of various departments as assigned to them by the House. Sir, the question is

that various legal implications are involved. So, I support the suggestion given by the Leader of the House. Sir, give us the time to study and to see if at all the legislature is being converted to be a different body then only to legislate the business of the House. In fact I admit on the floor of the House that for the time being I am not fully prepared so far as the context of the Constitution is concerned. But I would request that the request made by the Leader of the House be accepted and the time be given to us to study because this will be having very far-reaching effect on the forum to which this is being assigned because other Standing Committees have to transact the business of the House as pertains to the various departments of the government. But, sir, this is sort of human rights violation in Kashmir, human-rights violation which some international agency is pointing out. The idea behind, of course is very commendable but we have to see to it in the context of the Constitution and the overall functions of the Committee in the Senate. So, please, given us the time to study and we will come back to you so that whatever we do here in the House it must be in accordance with the laid down principles of the Constitution and within the forum of the Senate and the National Assembly whatever the House is. So, I would request that please give us the time to study and we will come back to you in this very particular House so that the legal implications and other aspects are examined in detail, sir. Thank you, sir.

Syed Abdullah Shah: Sir, the Committee can examine rules and procedures and they can sort it out and they can vet it and the Law Minister can also attend that meeting and give us legal suggestions. Now, it is the property of the House. It can't go back. They want to take it to the parliamentary party. They should have done it before that. Now it must go to the Committee on Rules of Procedure and they can give their report and whether the House accepts or does not accept.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much Shah Sahib. In keeping with the general consensus in the House I see no reason why this thing should not be referred to the Committee concerned and the Committee can go into it and I will request the Law Minister and his other colleagues to kindly participate in the deliberations of the Committee when this thing is taken up.

Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, normally you have to put it to the House.

(Pause)

Prof. Khurshid Ahmed: Formally we have to put once that the leave be given and then you can refer it.

Ch. Abdul Ghafoor: If it is put to the House ?

Prof. Khurshid Ahmed: Yes.

Ch. Abdul Ghafoor: Then the opportunity be given to study it in detail before it is put to the House, sir. Because the Leader of the House has also requested for pending of this matter so this can be taken at any time whenever you like.

Prof. Khurshid Ahmed: Actually time is being given, so it does not mean passed.

Ch. Abdul Ghafoor: No. the House has not yet given the permission because it has not been put to the House. Still the Chair can defer it and still the Chair can postpone it for further consideration.

Mr. Presiding Officer: The Chair does think in deference to the wishes of the Members of this House.

Ch. Abdul Ghafoor: But sir, it is not always to the wishes of the Members. The Chair himself has the responsibility to see that the business of the House/transaction is being transacted in accordance with the provisions of the rules and regulations laid down. So, I would submit that the Chair to his own judgement can decide a matter for pending it or deferring it. It is not necessary in every thing if the consensus of the House is so, we cannot go beyond the rules.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لاء منسٹر صاحب ہماری یہاں پر کچھ روایت شاید آپ سے مختلف رہی ہے۔

Ch. Abdul Ghafoor: I know the traditions but still if the House concedes against the total Constitution which this House cannot concede. So, unless we go into it in detail and discuss it, let us discuss it before it is put to the House.

Mr. Presiding Officer: We are not going to approve this today.

Ch. Abdul Ghafoor: You are not but it is my request. It is upto you to consider it or not but this is a very serious matter. So, I would suggest that the House be given a proper opportunity to dilate and discuss this matter in the House and then put to the House considering all the implications and all the situation and then put to the House. Of course if the House approves then I will have no objection.

Mr. Presiding Officer: I believe this will come back to the House once it has gone to the Committee.

Prof. Khurshid Ahmed: Point of order Mr. Chairman

Mr. Presiding Officer: Prof. Khurshid Ahmed Sahib on a point of order.

<u>پروفیسر خورشید احمد</u>: وزیر محترم دو چیزوں کو confuse کر رہے ہیں۔ جیسے کہ آپ نے بہت صحیح کہا ہے کہ ایک بات تو یہ ہے کہ ہاؤس اسے approve نہیں کر رہا ہے' اس وقت ہم صرف leave دے رہے ہیں' جس کے معنی یہ ہیں کہ گورنمنٹ بھی سوچ لے' ایوان بھی سوچ لے' اس کے دو stages ہوں گے۔ پہلا اسٹیج یہ ہے کہ stage Rules and Procedure Committee ہے وہ اس پر سوچے گی' وہاں گورنمنٹ کی پارٹی بھی آئے گی' وزیر بھی آئیں گے' ممبر بھی ہوں گے اور پھر اس کے بعد یہ ایوان میں آئے گی اور ایوان غور کرے گا۔ تو یہ سوچنے کا بہت موقع ہے۔ اس لئے میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ وزیر قانون نے legal implications اور supra constitution

کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن کوئی remote بھی اشارہ نہیں کیا کہ وہ کیا ہیں، رہی یہ بات legislation کا function ہے اس کا، تو فی الحقیقت legislation کے معنی اس Constitution میں جس پر کہ یہ ایوان مبنی ہے کہ ایک طرف یہ قانون سازی کرنا ہے اور دوسری یہ حکومت پر احتساب کرنا ہے تو parliamentary control over the Cabinet of the Government is part of our Constitutional responsibility. That is why all the Committees are working. So, from that view point he cannot say that this House is meant only for legislation. So, I think he has not been able to point out any specific legal consequences or implications which may go contrary to intent or wording of the Constitution. So, as such there is a lot of time for consideration, What we are suggesting is let this House give the mover leave to move so that it goes to the Committee concerned where it is examined in depth and then the report comes to the House, again debated in the House and then if the House approves it has to go.

Ch. Abdul Ghafoor: Well, sir, if this is the consensus we have no objection for its going to the Committee but I had already suggested and if at all it has to be considered and be sent to the Committee formally and if you want them, we have no objection.

Mr. Presiding Officer: This is precisely what we have been discussing and I think without going, wasting any further time on this issue I will request the mover to move that the leave be granted.

(interruption)

Mr. Presiding Officer: Does the mover has the leave of the House?

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: The leave is granted and the matter is referred to the Committee concerned.

Mr. Khalil-ur-Rehman: Mr. Chairman, sir.

خلیل صاحب بس بات ختم ہو گئی اب تو۔

Mr. Khalil-ur-Rehman: You don't want me to say anything about it, Sir ?

Mr. Presiding Officer: No, we will discuss it further when it comes back to the House.

Mr. Khalil-ur-Rehman: I am most grateful to the Chairman and the House for the way they behaved and conducted themselves on this particular very important issue. Thank you very much, sir.

Mr. Presiding Officer: Now we come to item 8 on today's agenda further discussion on the following motion moved by Mr. Muhammad Tariq Chaudhry on 17th November, 1991, "that the House may discuss the deteriorating law and order situation in the country." Tariq Chaudhry Sahib.

FURTHER DISCUSSION ON THE DETERIORATING, LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY

جناب محمد طارق چوہدری :میں تواس پر تقریر کر چکا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :(سیکریٹری صاحب) کیا آپ کے پاس کوئی list ہے جس کے مطابق تقریریں ہو سکیں۔ نہیں ہے' تو ٹھیک ہے پھر وہ حضرات جو تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ یہاں آکر اپنے نام لکھوادیں'

Syed Iqbal Haider: I like to speak.

Mr. Presiding Officer: In the meantime I think we can give the floor to Syed Iqbal Haider, he can start of and then the others can join in later on. Syed Iqbal Haider Sahib.

سید اقبال حیدر: جناب شکریہ' محترم چیئرمین صاحب! میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر law and order کی صورت حال پر آج بحث کا آغاز کرنے کا موقع دیا جائے law and order کے اوپر آج پورے ملک میں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :عباس شاہ صاحب' اپنی seat پر تشریف رکھیں۔

سید اقبال حیدر: آج law and order پر پورے ملک میں احساس عدم تحفظ ' سنگین تشویش اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ یہ چیزیں ہمارے ملک کے لئے گزشتہ سالوں سے بڑا چیلنج ہیں۔ اس میں تو کوئی دو آراء نہیں ہو سکتیں جناب چیئرمین! کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال تسلی بخش نہیں۔ لیکن میرے لئے یہ بھی ناکافی ہو گا کہ میں صرف لاء اینڈ آرڈر کی volation کا فہرست جو ہے اس ایوان میں پیش کروں۔ وہ فہرست پاکستان کے زیادہ تر عوام کو معلوم ہے تمام باشعور شہری جو کہ لا قانونیت دہشت گردی ڈکیتی قتل و غارت گری کا سامنا کر رہے ہیں۔ ان سب کو احساس کہ لا قانونیت کا عذاب ہمارے ملک پر کس طرح سے چھایا ہوا ہے۔ میری خواہش ہو گی کہ ہم اس لا قانونیت کے اسباب پر بھی روشنی ڈالیں۔ اور اس لا قانونیت کے اسباب کے بعد وہ تجاریز اس ایوان کی جانب سے جائیں جس سے لا قانونیت کے سدباب کے لئے کار آمد ثابت ہو سکیں۔

محترم چیئرمین! سنگینی حالات کا اندازہ تو چند حقیقتوں سے آپ لگا سکتے ہیں کہ میرے ملک میں ایک آئینی اور قانونی کارروائی لا قانونیت کی نذر ہو گئیں۔ مردم شماری کا عمل میرے صوبہ سندھ میں رکا پڑا ہے صرف اور صرف لا قانونیت کی بنا پر ' لا قانونیت کا شکار ایک عام شہری ہی نہیں ہے بلکہ اس کا شکار صوبائی وزیر کا بھائی بھی بنا ہے جس کو کہ حال ہی میں ابھی اغواء کیا گیا۔ اور ایک وفاقی وزیر کے صاحبزادے کو بھی ابھی حال ہی میں تیس یا اکتیس جنوری کے دن اغواء کرنے کی کوشش کی گئی اور جس میں فائرنگ ہوئی اور چند لڑکے زخمی ہوئے۔ لا قانونیت اور دہشت گردی کے شکار ' مجھے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے افواج پاکستان کے آفیسران بھی سندھ میں بنے۔ متعدد مرتبہ گزشتہ سال کے اخبار شاہد ہیں کہ یہ رپورٹیں شائع ہوئیں کہ فلاں میجر کو اغواء کر لیا گیا فلاں کرنل کے ساتھ توہین کی گئی اور ایک واقعہ تو جناب چیئرمین اتنا سنگین ہے کہ ایک میجر جس کو جون کے مہینے میں اغواء کیا گیا تھا اس نے آ کر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جام صاحب! ٹریژری بنچز بالکل خالی ہو رہے ہیں There is no Minister in the House and we are discussing a very serious matter. اور یہ بہت دیر سے pending ہے۔

سید اقبال حیدر: اور وزراء حضرات کو تو بہت لمبے چوڑے guards ملے ہوئے ہیں انہیں تو کوئی پریشانی نہیں ہے ان کی حکومت ہے وہ لوگ اس کی زد میں نہیں آ رہے لیکن یہی تو میں بات بتانا چاہ رہا ہوں بھائی امیر حسین چوہدری صاحب کو کہ بھائی فیڈرل منسٹر بھی اس کی زد میں آئے ہوئے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئر مین! کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ خاص طور پر وزیر داخلہ کو کہا جائے کہ وہ ضرور آ جائیں، پیغام بھیج دیں۔

سید اقبال حیدر: بالکل صحیح ہے۔

Mr. Presiding Officer: I think he is not in the country. پروفیسر صاحب وہ باہر ہیں وہ آج کل ہیں نہیں یہاں پہ۔ ان کا چارج کن کے پاس ہے؟

چوہدری امیر حسین: میں جناب والا! گزارش کرتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کے پاس چارج ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ادھر speech کر رہی ہیں جی اور وہ بڑی اہم تقریر ہے اور وہ ادھر ہیں اور میں ادھر بیٹھا ہوں جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا وہی منسٹر ہیں وہ ادھر اور آپ ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔

چوہدری امیر حسین: نہیں جی باقی بھی ہیں لیکن قائد حزب اختلاف کی بڑی اہم تقریر ہے Afterall she has got a status in the Parliament تو وہ دوسرے بھی ادھر ہی ہیں۔

Mr. Presiding Officer: We don't want to snatch her status at all but what we are saying is that we are discussing a very important issue and an issue which can create a lot of problems and this is creating a lot of problems.

چوہدری امیر حسین: جی میں نوٹس لیتا ہوں اور convey کروں گا۔

سید اقبال حیدر : جناب چیئرمین! میں یہی وزراء کے اوپر اصرار کر رہا تھا کہ یہ لاقانونیت اور دہشت گردی اتنی پھیل گئی ہے کہ اس کا شکار وہ بھی ہو سکتے ہیں اور وہ ہوئے۔ایک صوبائی وزیر کے بھائی ابھی تک اغواء ہیں یاشاید آ گیا ہو وفاقی وزیر کے صاحبزادے کو کراچی میں ۳۰/۳۱ر جنوری کو اغواء کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اور میں جس point پہ سب سے زیادہ زور دینا چاہ رہا تھااور جو انتہائی قابل مذمت point ہے اور افسوس ناک point ہے کہ جس سے کہ دل دہل جاتا ہے کہ اگر افواج پاکستان کے افسران بھی............

جناب محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! دیکھیئے کہ ہاؤس کا کورم پورا ہے؟

سید اقبال حیدر: پورا ہے ابھی ویسے............

Mr. Presiding Officer: But I think we should get on with the business of the House.

سید اقبال حیدر: جی ہاں وہ بزنس is more important، تو ہمیں جو سب سے زیادہ سنگین صورتحال کا سامنا ہے کہ ملک میں ہمارے افواج پاکستان کے افسران بھی دہشت گردی اور ڈکیتیوں اور جرائم پیشہ افراد کی بدکرداریوں کا نشانہ بنتے رہے اور تو جناب چیئرمین!جون کے مہینے میں مجھے بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے ہمارے ایک میجر کو بمعہ اس کے دو تین سپاہیوں کے اغواء کیا گیااور اس نے اغواء کرنے والوں کی نشاندہی کی اور اس نے کہا کہ ایذاء پہنچائی گئی اور اس نے لانڈی لیاقت آباد کے تھانے میں F.I.R. بھی درج کرائی، اور اس نے کہا کہ اس اغواء کے اندر حکومت کاایک صوبائی وزیر اور حکومت میں شامل ایک جماعت کااہم عہدیدار اوراس کاایک M.P.A. شامل تھا۔لیکن ان کے خلاف آج تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔اس کے بعد اندرون سندھ میں متعدد موقعوں پر فوج کے اعلیٰ افسران کے ساتھ توہین آمیز یا جرائم پیشہ افراد نے اپنی کارروائیوں کا نشانہ بنایا۔اور جس طرح سے میجر اکرم کا کیس ہوا تھا جو کہ حال ہی کا واقعہ ہے گزشتہ دو تین ماہ پہلے خدا کے فضل و کرم سے اسے رہائی تو نصیب ہو گئی لیکن یہ ایک سانحہ ہے سنگین نوعیت کااور میں

اس لئے اس پر زور دے رہا ہوں کہ ایک عام شہری کے اوپر بڑا غلط تاثر پیدا ہوتا ہے کیونکہ ملک کے اندر افواج پاکستان ایک مقتدر ادارہ ہے اور وہ ادارہ ہے جن کی طرف ہماری نگاہ اپنے تحفظ کی خاطر اٹھتی ہے جن کو ہم نگہبان پاکستان تصور کرتے ہیں اگر یہ اس لا قانونیت اور دہشت گردی کا شکار ہوتے ہیں تو عوام کے دلوں میں ایک بددلی اور عدم تحفظ کا ایک بدترین احساس جنم لیتا ہے جو کہ ہمارے لئے خوف و ہراس پیدا کرتا ہے اور اس ملک میں لا قانونیت کو مزید تقویت دیتا ہے۔ جناب چیئر مین! یہی افواج پاکستان کے ہی نہیں بلکہ ہماری عدلیہ کے جج بھی اس لا قانونیت اور دہشت گردی کا شکار ہوئے ہیں۔ یہاں تک لا قانونیت اور دہشت گردی محدود نہیں تھی بلکہ غیر ملکی انجینئرز اور نمائندوں کو بار بار اغواء کر کے میرے ملک کے وقار اور نام کو بھی بدنام کیا گیا۔ میں مانتا ہوں جناب چیئر مین! کہ ہر ملک میں جرائم پیشہ افراد ہوتے ہیں لیکن جب اغواء کرنے والے اغواء کر کے لے جائیں تو ان کی سرکوبی کے لئے جایا جاتا ہے ان سے مذاکرات کرنے نہیں جایا جاتا۔ جناب چیئر مین! سانحہ یہ ہے کہ جب میں مذاکرات کرتا ہوں تو اس کا لازمی امر یہ ہے کہ میں جانتا ہوں ان شخصیات کو جنہوں نے یہ مکروہ کام کیا، میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا ایسا مکروہ کام کرنے والوں کیساتھ مذاکرات کر کے خود حکومت نے قانون کا مذاق نہیں اڑایا؟ خود یہ نہیں تسلیم کیا؟

<u>ڈاکٹر محمد ریحان</u>: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ Sir, I am extermly sorry for interrupting Syed Iqbal Haider لیکن کیا یہ امر نہایت افسوسناک نہیں ہے کہ اتنا اہم مسئلہ اس ایوان بالا میں discuss ہو رہا ہے اور ہمارے اپنے ساتھی اس معاملے میں کیا مایوس ہیں کہ یہ لا علاج مرض ہے تو آپ ہاؤس کو دیکھیں کہ ہم شاید اس وقت ٹوٹل strength کے ۱/۶ حصہ بیٹھے ہوں گے اور یہ وہ دلچسپی نہیں رکھتے ہیں یہ تو میرا خیال ہے بڑی افسوس کی بات ہے آپ اس بارے میں کچھ فرمائیں۔

Mr. Presiding Officer: I agree with you Dr. Sahib, it is a very serious matter and it is a very serious issue and it has been

آج بڑی دیر کے بعد موقع raised in the Senate a number of times before. ملا تھا کہ ہم اس پر کچھ بحث کرتے۔ اور کچھ تجاویز دیتے۔ یہ معاملہ کچھ ہماری طرف سے بھی ڈھیلا ہی ہے۔ ہمارے لوگ بھی بہت کم ہیں۔ اور حکومت تو جیسے ہمیشہ ہے ویسے ہی ہے۔ ان کے ایک نمائندے یہاں بیٹھے ہیں۔ but I don't know جیسے آپ کہیں۔ If you want to continue with this discussion.

ڈاکٹر محمد ریحان: اسے جاری رکھنا چاہتے ہیں جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پھر ڈاکٹر صاحب میں آپ سے ریکوئسٹ کروں گا کہ جب ایک سپیکر بول رہا ہو let us not interrupt. You see in keeping with our traditions, let us carry on to the job.

سید اقبال حیدر: جو وزراء چیمبر میں موجود ہوں ان سے ضرور درخواست کی جائے کہ وہ اس ایوان میں تشریف لائیں۔

سید عبداللہ شاہ: صرف یہ توجہ دلانے کی ضرورت تھی کہ گورنمنٹ بینچز کی امن و امان کے ساتھ کیا دلچسپی ہے۔ آپ خود دیکھیں۔ اپوزیشن والے بیٹھے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ نوٹ ہو گیا ہے سارا، آپ نے جو کہہ دیا ہے وہ ریکارڈ بھی ہو گیا ہو گا۔ اور چوہدری امیر حسین بھی یہاں تشریف فرما ہیں ہم ان سے گزارش کریں گے کہ اگر ان کے دو چار پانچ اور ساتھی آ سکیں تو یہ انہیں بلا لائیں (چوہدری امیر حسین سے مخاطب ہو کر) آپ کسی کو بھیج دیں اور آپ یہاں تشریف رکھیں۔ کوئی اور جا کر ان کو لے آئے گا۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! اپنی کسی نمائندے کو ضرور بھیجیں جو کہ چیمبر میں موجود وزراء ہیں ان سے ضرور درخواست کی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اور یہ سینٹ لاؤنج میں بھی ذرا دیکھ لیں۔ ہمارے کچھ دوست شاید وہاں بیٹھے ہوں۔ ان سے ذرا درخواست کریں کہ وہ یہاں آ جائیں۔ ویسے نماز کا بھی وقت ہو رہا ہے۔ تو آپ جاری رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ اس دوران زیادہ لوگوں کو اکٹھا کر کے یہاں لے آئیں گے۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: میری گزارش یہ تھی جناب چیئر مین! کہ ضرور آپ نے مذاکرات کیئے اغواء کرنے والوں سے۔ ان کو تاوان تک دیئے گئے۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ بیان دے رہا ہوں کہ ان ڈاکوؤں سے جب غیر ملکیوں کو رہا کروایا گیا تو حکومت نے ان کو تاوان بھی دیئے۔ اور میری اطلاع یہ ہے کہ جتنا تاوان انہوں نے جمع کیا تھا اس کا زیادہ تر حصہ وہاں کے نمائندوں نے اپنی جیب میں رکھا اور اس کا صرف دس فیصد یا ایک چوتھائی انہوں نے ڈاکوؤں کو دیا۔ میری گزارش یہ تھی جناب چیئر مین! کہ اس سے عوام پر اور بین الاقوامی طور پر کیا تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ہم جرائم کرنے والوں کے سامنے اتنے بے بس ہیں اور مجبور ہیں کہ ہم ان کے خلاف اپنی تمام تر سرکاری مشینری کی موجودگی کے باوجود ان ڈاکوؤں اور دہشت گردوں سے مذاکرات کے ذریعے اغواء شدہ کو برآمد کر سکتے ہیں اور دیگر طریقے سے نہیں۔ چلیں آپ یہ کہتے ہیں کہ اغوا ہونے والوں کی جان بچانے کے لیے آپ نے مذاکرات کیے تو کیا اغوا ہونے والوں کی برآمدگی کے بعد حکومت نے اغوا کرنے والوں کو گرفتار کیا، نہیں۔ جناب چیئر مین! انہوں نے آج تک ایسے اغوا کرنے والوں کو، چاہے وہ چائنیز کو اغوا کرنے والے ہوں، چاہے وہ جاپانیوں کو اغواء کرنے والے ہوں۔ چاہے میجر اکرم کو اغوا کرنے والا ہو۔ چاہے وہ سویڈش کو مارنے والا ہو۔ ان میں سے آج تک کسی ڈاکو کو نہیں پکڑا گیا۔ اس سے عوام میں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکو اور دہشت گردوں کی سرپرستی کہیں حکومت خود تو نہیں کر رہی؟ ہم چاہتے ہیں۔ خدا کرے کہ میرا یہ کہنا اور تاثر غلط ثابت ہو، ہم یہی چاہتے ہیں کہ یہ تاثر عوام میں نہ جائے کیونکہ جناب چیئر مین! مسئلہ اتنا پھیل گیا ہے۔ اتنا سنگین ہو گیا ہے کہ اس سے تمام میری آئینی مشینری اور حکومتی ادارے بری طرح متاثر ہو گئے ہیں۔ یہ صرف census کا سوال نہیں تھا کہ رائے شماری کا عمل صرف لاقانونیت کی بنیاد پر روکا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ سندھ میں by election due ہے۔ کراچی میں تین سیٹیں صوبائی اسمبلی کی خالی ہیں اور یہی صورتحال جھنگ میں ہے۔ جھنگ میں بھی ایک قومی اسمبلی اور ایک صوبائی اسمبلی کی سیٹ خالی ہے۔ وہاں پر انتخابات منعقد نہیں کیئے جاسکتے۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u>: ان کا شیڈول آگیا ہے۔

<u>سید اقبال حیدر</u>: ہو سکتا ہے کہ اس کا شیڈول آگیا ہو۔ لیکن سندھ کا نہیں آیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ چھ مہینے بعد شیڈول آیا ہے۔ وہ بھی لاقانونیت کی بنیاد پر آیا ہے۔ یہ اتنا سنگین ہے کہ میرا آئینی عمل اس کے آگے بے بس ہو رہا ہے۔ اور اگر حکومت آئین کے مطابق نہ چل سکے تو کیا لکھا ہے آئین میں؟ ایسی حکومت کو پھر برطرف ہو جانا چاہیئے۔ یہ تو وہ major باتیں ہیں جن کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آئین اور قانون کے تحت حکومت چلنے سے قاصر ہے۔ اتنی سنگین ہے یہ نوعیت۔ تیسری بات جو اس حکومت کا بڑا کلیم ہے industrialization کی جانب۔ جناب چیئرمین! foreign investors کو سب سے زیادہ جو چیز بری لگ رہی ہے، خطرناک لگ رہی ہے جس سے وہ خوفزدہ ہیں۔ اس حکومت نے foreign investment کانفرنس ماہ نومبر میں کروائی تھی۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں۔ ہمارے سیاسی اختلافات اپنی جگہ لیکن ہماری بالکل یہ دیرینہ خواہش ہے کہ industrialization مثبت سطح پر تیزی سے عمل میں لائی جائے۔ اور فارن انویسٹمنٹ کی بھی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کی جائے، ملک کے مفاد میں صرف ان کے مفاد میں نہیں۔ جس سے کہ میرے ملک کی صنعت کاری کو حقیقی معنوں میں تقویت پہنچے۔ میری معاشی خود مختاری کو تقویت پہنچے۔ ایسے foreign investment کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ حکومت کے وزراء اور حکومت کے تمام نمائندے گواہ ہیں کہ Investment Conference میں کیا کہا گیا تھا کہ جناب جب تک یہ لاقانونیت ہے۔ جب تک امن و امان کی یہ صورت حال ہے۔ ہم یہاں پاکستان میں اپنے نمائندے بھیجنے اور اپنی انوسٹمنٹ کرنے سے قاصر ہیں خوفزدہ ہیں اس لیے ملک کی صنعتی ترقی کے لیے امن و امان ایک precondition ہے۔ اس امن و امان کی بہتری کے بغیر ملک میں صنعت کاری اور صنعتی ترقی اور economic development ناممکن ہے۔ یہی نہیں جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر کی بنیاد پر سندھ میں خصوصی طور پر economic Annual Development

that Sindh is ہے۔ میں آپ کو مختلف اخبارات میں چھپی ہوئی Plan, retarded lagging behind economic development Sindh is slipping in provincial rate of investments and Sindh is lagging behind in the Annual Development Programme, purely because the whole analysis is, the whole criticism is because of the lawlessness, anarchy and complete rule of the dacoits and terrorists in Sindh, the economic development is completely retarded, the annual development is not being implemented. The Sindh is slipping in, in comparison to all other provinces. It is a national loss, Mr. Chairman. How can we disregard it and how can we allow it? Despite all these gravities of the situation, Mr. Chairman, what I see on the other hand is the involvement of the Government agencies openly in the commission of most heinous crimes and I am not saying it, Mr. Chairman, this is being alleged by most of the newspapers and magazines published in the recent past, may it be Herald, may it be newsline, may it be Takbeer, may it be other magazines and may it be the News, I have cuttings from all the major clippings with me compiled into a pamphlet for my benefit and for the benefit of the members which i will distribute to you which shows that the CIA played an effective role in the heinous crimes in Sindh. This is the story not of Peoples party. Sir, this is the story of an Independent Journalist named Kamran Khan. That government is indulging, the CIA Centres are being used for arrests for ransom, it is not kidnapping for ransom. They have changed the term, they now arrest people to acquire money.

(interruption)

Mr. Presiding Officer: Syed Abbas Sahib, please.

Syed Abbas Shah: Sorry, I have to say because certain rules and procedure have to be followed. Sir, for this, some time limit has to be fixed. I don't know.

(interruption)

Syed Abbas Shah: Ten minutes for the mover and 10 minutes for a speaker.

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر:</u> اب نماز کا وقت ہونے والا ہے۔

سید اقبال حیدر: ٹائم کی پابندی تو نہ لگائیں۔ ہم بولنے والے ویسے ہی کتنے ہیں۔ چار چھ لوگ تو ہیں۔ میری گزارش یہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سات ہیں بولنے والے، لیکن we can discuss it after the prayers.

سید اقبال حیدر: مسٹر چیئرمین! نہ سننے والے ہیں نہ بولنے والے اتنے زیادہ۔ ابھی تو چھ بھی نہیں بجے۔ جناب چیئرمین! The involvement of the Government machinery in commission of heinous crimes. I will make this proposition in this manner for the sake of brevity. It is not being alleged by me. It has been reported in all the magazines and all the newspapers that police and CIA is fully involved personally involved and they arrest people to extort ransom and if they do not pay then they are threatened. You will be booked in a case of drug smuggling. You will be booked in a case of kidnapping. You will be booked in a case of terrorism. Sir, this is a matter of serious concern. The purge in the police has been even admitted and being exercised to some level and to some extent only but the situation is so alarming that we need to review the whole administrative system at the lowest level in what way are they functioning. The involvement of police given a gravest cause of anxiety to ordinary citizen that the dacoit came. Recently it happened in a area next to my house. The dacoits were arrested and when their sweaters were removed they were found in police uniform and then the DIG gave a ridiculous explanation that, these police uniforms were bought from the lunda bazar. Now this is not the way how to handle it, if we try to cover it instead of taking action and ordering full investigation. This is not the one incident. Sir, the involvement of police and CIA Centres in Karachi in particular is most shameful and unchecked and going unabated. I was happy to hear that our Prime Minster had deputed Chairman of his Inspection Committee Gen. Shafique to investigate into the affairs of CIA. But those investigations are being done in the manner of a departmental inquiry which is not good enough. What I would have liked and would serve the purpose also is that it should be a open public inquiry and the Chairman of the Prime Minister's Inspection Committee should have invited grievances and complaints from

public at large and should have given them assurance that if they will come forward to give evidence against the nefarious designs and activities of the CIA they will not be penalised or punished then it would have been a more meaningful exercise. I have personally written to the Chairman of that Inspection Committee and I have suggested this modus operandi. I hope he reacts in a favourable manner so that the real objective for which the Prime Minister had ordered an inquiry into the CIA's affair is achieved and it is not a hush-hush inquiry in a departmental way where people of Pakistan will learn nothing. Sir, another aspect of this lawlessnness is the creation of different mafias. I am not exaggerating this word of mafia. Sir, as a worker of a political party, I have been studying this problem for number of years and I show you one of the important report on this is of Mr. Masood-uz-Zaman Report who is a Federal Secretary. He has examined this problem in 1987 and that report unfortunately has neither been made public nor has been implemented or acted upon. The result is further aggravation of the situation. Sir, the mafias have been created due to the ineffectiveness of the administration to take action against these culprits. You would be surprised, Sir, that there is a shortage of water say for example in Karachi but if you pay hundred rupees or hundred and fifty rupees the water tank will be there and no matter what you do. If there is a shortage of water, Mr. Chairman you would appreciate that whether I pay to truck or not the water will not come and my taps are dry. Everybody in Karachi whether he lives in Defence or Liyari he is required to buy water everyday regularly. I am getting water through the truck but not in my tap. Who has dried my taps? I have investigated it and I can say without fear of any contradiction that a small thing like shortage of water is due to the creation of the mafia of the water tank operators. Similarly, Sir, there is a strong complaint that the noise from these Rickshaws and Buses should be stopped and the smoke of these Rickshaws and Buses should be stopped. There is a general complaint all over, try and implement it, sir. I assure you, Sir, that they will get collected and threaten you so much that nobody can enforce the law. There are clear provisions under the law under the Motor Vehicles Act which prohibit this smoke and the noise but none of those provisions are implemented. This is only on account of the activities and the strength of the transport mafia. Say I am not talking of the big mafias of drug and gold smugglers and others, nor they are there. Then the lawlessness is to that extent that

Mr. Chairman you will be surprised to know that even a small shopkeeper is required to pay ghunda tax to the local influential and nobody is there to protect it. He has a small shop of cigarette or pan. وہ اپنا خوانچہ فروش جو ہے اپنا خوانچہ نہیں رکھ سکتا جب تک کہ وہاں پر پولیس کو بھتہ نہ دے اور وہاں کے علاقے کو جو influential terrorists لسانی تنظیم ہے اس کو بھتہ نہ دے۔ یہ کھلم کھلا ہو رہا ہے۔ 'Bhatta', has become a custom and an evil as people are saying. Look, if I complaint to you what will happen. My shop will be burnt and nobody will be able to protect. So it is this thinking sir, which is a matter of grave concern for me that people lose confidence in any improvement in future. If they lose confidence in the administration or in the venues of justice then there will be further anarchy then who will save this society and society cannot be left as a hostage in the hands of view criminals and klashnikov holders. We can't allow that. For how can wee allow that. So that is one aspect. Another aspect that I wanted to highlight sir, that 'Bhatta', is everywhere in every kind and even the big 'Seths' Sir, I am not talking of just small, even the big mill owner is being forced to pay 'Bhattas', the various 'Bhattas', not one 'Bhatta'. Many of people have shifted particularly from Sindh because (1), there is a sense of insecurity, (2), they cannot afford to pay 'Bhatta'. So this is a great curse on my country that people are being forced to succumb to this illegal pressure.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. We adjourn for fifteen minutes to meet again at 6.15 p.m.

[The House adjourned for Maghrib Prayers].

[The House re-assembled after Maghrib Prayers with Mr. Presiding Officer (Dr. Bisharat Elahi) in the Chair].

Mr. Presiding Officer: We were discussing the law and order situation, اقبال حیدر صاحب، تو گزارش میری یہ ہو گی you have taken enough time, آپ ذرا اسے جلدی سے wind up کر دیں۔

سید اقبال حیدر: میں sum up کرتا ہوں اسے جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اور subsequent speakers سے میری یہ گزارش ہوگی کہ as per the rules they should not take more than ten minutes.

سید اقبال حیدر: جناب بہت مشکور ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman, sir, I want to make an humble submission that we are meeting on alternate days and in such way we are just wasting the time. So if one additional day in each week can be given for Private Members then we can discuss all the issues because there are so much resolutions and motions and even amendments to law which are for Private Members Days. We can utilize these days if you consider my suggestion.

Mr. Presiding Officer: It is very welcome suggestion, I will put it up to the Chairman of the Senate. اس پر راضی ہوں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جی اقبال حیدر صاحب!

سید اقبال حیدر: جی میں اس پر تھا جناب چیئرمین! کہ اس وقت پورے ملک میں بھتہ گروپ تمام لوگوں سے ناجائز طور پر غنڈہ ٹیکس وصول کر کے ایک خوف و ہراس کی فضا پیدا کر رہا ہے۔ اس کو کوئی سدباب نہیں ہو رہا۔ میں summarize کرتا ہوں، میں تکرار نہیں کر رہا۔ جس سے میری industralization بھی بہت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ دوسری چیز جناب چیئرمین! بڑے بڑے واقعات ہوتے ہیں۔ ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ان سندھ نثار کھوڑو صاحب کے گھر کو جلادیا جاتا ہے اور یقین مانیں کوئی ایکشن نہیں ہے۔ "تکبیر" کے ایڈیٹر کے گھر کو آگ لگا دی جاتی ہے۔ کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ "تکبیر" کے دفتر پر پہلے حملہ ہوتا ہے کوئی ایکشن نہیں ہوا وہ culprits کی نشاندہی کرتے ہیں لیکن کوئی اس کا سدباب نہیں ہے۔ اور یہی نہیں جناب چیئرمین! کہ کسی بھی قسم کی کوئی غیر جانبدار

investigation نہیں ہوتی۔ جج قتل ہو گیا سپیشل کورٹ کا۔اس کے اصل مجرموں کو آج تک پکڑا نہیں گیا۔ اور تو اور سپیشل کورٹس فیصلے میں مذمت کر رہی ہیں investigating agency کی۔ میرے پاس ایک تازہ ترین فیصلہ ہے۔ جناب چیئرمین! جو کہ سپیشل کورٹ کے جج عبدالرحمان نے جاری کیا۔ جس میں ایک ملزم بشیر خاص خیلی جسے گرفتار کیا گیا تھا۔ اسے بری کرتے ہوئے جو سپیشل کورٹ کے معزز جج نے اپنے ریمارکس لکھے ہیں، investigating agency کے بارے میں وہ انتہائی قابل غور ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ ان کا نوٹس حکومت نے نہیں لیا۔ اور تو اور جو ستم ظریفی ہوئی ہے کہ اس بے گناہ شخص کو پکڑے والے پولیس افسران کو حکومت نے reward بھی دے دیئے۔ لیکن جب سپیشل کورٹ کے سامنے یہ مقدمہ چلا تو اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا اور جج نے لکھا ہے

"Praises and prizes to Investigating Officers should be given only when their performance has been approved by the court of law. Then there were no justification for rewarding those police officers. Because sir, the tendency in the government is that they emphasize and give importance more to a propaganda than to the realities and that their whole-sole object is to fill the blank file. فائل کا پیٹ بھرنا

چاہیئے چاہے وہ اصلی مجرم سے بھرے یا نہ بھرے۔ ہمیں تو یہ drum beating کرنی ہے کہ فلاں دہشت گرد پکڑے گئے جبکہ ان بے چاروں کے کورٹ میں cases آتے ہیں تو جناب چیئرمین ان کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس طرح اور جو واقعات ہوتے ہیں۔ ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن نثار کھوڑو کے گھر کا جلنے کا واقعہ کوئی معمولی نہیں۔ اس پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اور نہ صرف یہ کہ کارروائی نہیں کی گئی بلکہ یہ تمسخر اڑایا گیا کہ ان کے پاس بھی کوئی حقیقت ہے تو ان لوگوں کو بھی پکڑو۔ کسی نے بھی کرایا، یہ جرم ہے۔ لیکن ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہونے سے لاقانونیت، دہشت گردی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اور وہی حالت ہوئی "تکبیر" کے ایڈیٹر کے ساتھ۔ اس نے نشاندہی کی ہے کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کے گھر کو آگ لگائی ہے۔ یہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کے دفتر پر حملہ کیا۔

لیکن کوئی نشاندہی نہیں کی۔ کامران خان رپورٹ لکھی۔ ایک صحافی تھا۔ اس پر حملہ ہوا۔ وہ زخمی ہوا ہسپتال گیا۔ آج تک اس پر حملہ کرنے والوں کا کوئی نام تک نہیں لے رہا۔ کوئی نہیں بتاتا کہ کس نے کیا۔ اسی طرح نفیسہ ہیڈ بوائے پر حملہ ہوا اس پر بھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اسی طرح لاتعداد صحافی ہیں جو کہ تشدد کا نشانہ بنے۔ اخبارات کے دفاتر مسلسل تشدد کا نشانہ بنے اور ان پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ میں وقت بچانے کے لیے جلدی جلدی عرض کر رہا ہوں اس لیے کچھ نام مجھے یاد نہیں آ رہے ہیں ان لوگوں سے معذرت چاہتا ہوں جس کے نام سلپ ہو جائیں۔ لیکن ایسے واقعات پاکستان کے تمام اخبارات میں اور آپ کے علم میں ہیں کہ اس طرح سے صحافت پر بھی حملے ہوئے۔ صحافت بھی لاقانونیت اور دہشت گردی کا نشانہ بنی۔ عدلیہ بھی لاقانونیت اور دہشت گردی کا نشانہ بنی۔ فوج کے اعلیٰ افسران بھی لاقانونیت اور دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ صنعت کار بھی مسلسل لاقانونیت اور دہشت گردی کا نشانہ بن رہے ہیں۔ اور ایک عام آدمی تو اس بری طرح سے نشانہ بن رہا ہے کہ آج اخبار بھی گواہ ہیں۔ جناب چیئرمین! کہ لاہور کے تاجروں نے بھوک ہڑتال کی ہوئی ہے۔ کراچی میں ٹرانسپورٹرز نے ہڑتال کی ہوئی ہے کہ وہ اندرون سندھ اپنے ٹرک نہیں لے جا سکتے کیونکہ ان کے ٹرکوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ لاہور کے تاجروں نے ہڑتال کی ہے کیونکہ وہاں پر تاجروں کو بار بار قتل کیا جا رہا ہے۔ ہر روز کا اخبار اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ لاقانونیت کا راج ہے اور لاء اینڈ آرڈر نام کی کوئی چیز اس ملک میں نہیں ہے۔

اور یہیں تک محدود نہیں۔ خواتین کے ساتھ جو رویہ اپنایا گیا اندرون پنجاب میں خصوصاً اور سندھ کے شہروں میں کہ gang rapes ایک واقعہ نہیں۔ جناب چیئرمین! لاتعداد واقعات ہیں۔ ہماری خواتین کو ننگا کر کے پریڈ کروائی جاتی ہے۔ بار بار ملتان کے علاقے میں اور لوئر پنجاب میں لاتعداد یہ واقعات ہوئے ہیں۔ یہ کوئی نیا ڈھنگ نکلا ہے انتقام لینے کا خاندان سے کہ خواتین کی بے حرمتی کر کے، انہیں بے آبرو کر کے ان کو مجبور

کیا جائے کہ وہ بغیر لباس کے مارچ کریں وہاں کے شہر کے بازاروں میں اور ان کے خلاف کوئی ایکشن نہ ہو۔ یہ ہمارے لیے شرم کا مقام ہے۔ ہماری خواتین کی عزت اس طرح سے بے آبرو کی جاتی ہے۔ کراچی میں خورشید بی بی نے complaint کی ہے۔ خورشید بی بی ایک کارکن کی بیوی ہیں۔ اس نے صاف لفظوں میں صدر مملکت کو بھی اپیل کی۔ اس نے وزیراعظم کو بھی اپیل کی۔ اس نے چیف جسٹس کو بھی اپیل کی۔ اس نے تمام تر حکام کو اپیل کی کہ میرے شوہر کو گرفتار کرنے کے بعد اسے پولیس والے لے گئے تھے اور اس کی بے حرمتی کر کے اس کی عزت لوٹ کر اسے پھینک گئے۔ آج بھی خورشید بی بی پر حملہ کرنے والوں کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ وینا حیات ایک مسلم لیگی رہنما کی بیٹی تھی۔ اس پر جو investigations ہوئیں وہ نامکمل ہیں۔ لوگ کہہ دیں گے کہ عدالتی کارروائی ہو گئی۔ لیکن عدالت نے ایک ریمارک بڑا خوبصورت پاس کیا ہے اسی عدالت نے کہ یہ عدالت Investigating Officer کا رول و کردار ادا نہیں کر سکتی۔ یہ عدالت صرف اس حد تک اپنا اختیار استعمال کر سکتی ہے کہ اس کے سامنے جو مواد اور ثبوت پیش کیئے گئے ہیں اس کا جائزہ لے۔ یہ خود تفتیش یا تحقیقات کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ اس لیے جج نے خود اپنی بے بسی کا اظہار کیا کہ میں کس طرح حتمی فیصلہ دوں کہ آیا وینا حیات پر حملہ کرنے والے کون تھے۔ یہ کام ہے investigating authority کا۔ اب میں آتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اقبال حیدر صاحب، کافی دیر ہو گئی ہے۔ باقی آپ صدارتی خطاب میں بھی اس موضوع پر بات کر سکتے ہیں۔ ہمارے اور بہت سے سینیٹرز ہیں۔

سید اقبال حیدر: میں بالکل اختتام پر آرہا ہوں۔ It is connected with the rule of law. Sir, if we follow rule of law impartially, fearlessly, without any favour then only we can ensure implementation of law. When I know that I have a cousin or a friend to protect me, when I know I have a Kalashnikov in any hand and the police officer will turn his face away after seeing my Kalashnikov then I will be encouraged to commit heinous crime. Sir the rule of law is that

everybody should be taken to task without any fear or irrespective of political affiliations. What is happening in any country that if I am in Opposition, I am presumed to be a criminal and if I am not in a position or if I have friends or allies in the government then I can get away with daylight murders, daylight rapes, daylight dacoities, daylight extortion of money, daylight smuggling, daylight trafficking of drugs, daylight trafficking of the arms and ammunitions. Sir, that rule we have to follow. Now, I am coming on my suggestions that these are the causes because there is no respect for rule of law. Sir, it has happened that a provincial advisor committed suicide. I say, it was a murder in Sindh but there was no investigation. Sir, one Balochistan Provincial Minister was arrested on account of a false case and the admission was made by the Chief Minister. Sorry, it was a false case but no action was taken against him. Why was not any action taken against him? When people see that they can get away with the false, and fabricated cases. Therefore, if there is no respect for rule of law, it is not possible to maintain the law and order because all the criminals will try to seek umbrella of the ruling parties and ruling families to continue their heinous crimes. That is the main reason. Why the law and order position the Government has failed to contain and control because they have no respect for role of law.

The same is happening in the courts. Now what greater violation can there be of the rule of law when even judiciary is being influenced and harassed. I give you one example that Ghulam Hussain Unar may have committed that kidnapping, if he is accused, but since he has changed his loyalty he knows that he will be released from the court. But others who did not change their loyalties who are according to the prosecution are accomplice, they are not being released, they are not being granted bails. So, there is a glaring violation of rule of law. One of the Special Courts Judges acquitted one of the MPAs of the PDA. You know, what happened Mr. Chairman, that all the cases were withdrawn from him. I am telling you the truth and nothing but the truth. All the cases have been withdrawn, why? He is crying, he said, "I am in between the beasts and depend sea because there was no evidence." Khawaja Muhammad one of the MPAs was arrested for possessing Kalashnikov illegal arms but there was no evidence. It was a false case. He acquitted him and the government withdraw all the cases. Now this is the harassment of the judiciary. This is a disrespect to

the legal process. This is an abuse of authority. This is a violation of rule of law. That is why there is no respect, no confidence of the people in the institutions administering justice. Lastly, Sir, one of the other reasons for this lawlessness and anarchy in the country is the influx of arms. Influx of arms has only started after this curse of Afghan issue. Before 1981, if you look into the facts and figures, Mr. Chairman, you will be happy to note that Pakistan was one of the most civilized countries in the world because on the basis of the ratio of number of policemen in comparison to populations we had one of the lowest number of policemen in comparison to populations. The use of lethal sophisticated weapons was unheard of and unknown to the people of Pakistan. In fact, after very many years the people even learnt the name of Kalashnikov and they did not even know what is it about ? Maximum use was Lathi, Chaku or a pistol, not rocket launchers, not handgrenads, not anti-aircraft guns, not pashpanov which is the grandfather of kalashnikov, pashpanov is a gun which is like a Staingun which carries 500 bullets, where Kalashnikov carries only 30 bullets in its chamber. Now they have started using pashpanov which is more lethal. This influx of arms was not contained or controlled by the government. The result was that it was allowed to infiltrate in the hands of ordinary citizens. The ordinary citizens then finding support and protection from the local administration on the basis of their political affiliation started using it openly and the police which was ill-equipped was not in a position to accept their challenge.

The result was this anarchy and this lawlessness. Unless the Afghan Mujahideen are completely prevented from selling and disposing of their arms. Sir, this problem will continue to remain unchecked and it is imperative the worst suffers Mr. Chairman, I may emphasise this fact, the worst sufferers of the Afghan issue are the people of Pakistan and nobody else. My body politics has changed, my whole system and social life has changed. When did you see any kalashnikov or the gun power on the weddings and the 'Jalsas' before 1981? May I enquire from my honourable members and your goodself, never. When did you see the abundance of these arms before the Afghan issue ? It has destroyed the fabric of my society, the morality and the standard. It has become a status symbol to carry kalashnikoves which was not there before. I say that Afghan issue is one of the most serious issues which has destroyed the people of Pakistan and which is responsible for such

an abundance of arms in Pakistan which has to be contained and suppressed in the interest of Pakistan. To me, the interest of Pakistan is supreme and not the interest of anybody else. No matter how noble his cause may be ? We fight our struggle within our country we fight our issues within our country. If there is any injustice in Afghanistan they may settle their disputes while sitting in Afghanistan. Sir, my humble submission is that the government should avail of this opportunity of resolving the Afghan issue totally at the earliest possible through peaceful means and the armed struggle and the Afghan Mujahideen should be dis-armed and Afghan Mujahideen should not be allowed to launch their struggle because they are disturbing my peace.

Mr. Presiding Officer: You (Syed Iqbal Haider) have yourself said that at least we should observe the rules.

Syed Iqbal Haider: Right. but I am not talking on foreign policy I am talking of law and order and the influx of arms in responsible for the breach of this anarchy and this is only on account of the course of the Afghan issue and on account of the arms being sold by the Afghan Mujahideen to the local public.

Mr. Presiding Officer: Please don't start all over again.

Syed Iqbal Haider: Yes, sir. My last submission is that.....

Mr. Presiding Officer: That the previous one was your last submission.

Syed Iqbal Haider: No, sir. That was my second submission. My third submission is that we have to plead sanity. The extreme policies will always result in extreme conditions. There is a political element also in the lawlessness. Sir, it is our bounden duty because the peace, the protection of life and property of the people is the utmost duty of the government. It can be resolved if the entire administration is geared towards the criminals, dacoits and terrorists instead of political opponents. That is one of the reasons that why the administration has so miserably failed in maintaining the law and order and for that we plead for political sanity in our society and that differences should be resolved through negotiations and not through power of gun. This

tendency must be discouraged. The malicious prosecution and false cases against the opponents is one of the reasons that the police is indulging into lawlessness because they know that they are being used for this purpose. This is one of the reasons so that the political differences should not be taken to the extent of indulging into a policy of political victimization which gives a licence to the police and the investigating authority to do whatever they like. So, for that sir, we have to create a tolerant society, we have to create respect and regard for the opposition, we have to create a condition that political differences are not used for this lawlessness by the State. On that point though I have some other figures but just for your record purposes, Sir. I may just cite to you that the lawlessness is so grave, just cite and end my speech on this that from 1st January till 15th September, 1991 there were 4,337 cases of kidnapping for ransom in Sindh alone.

Mr. Presiding Officer: Iqbal Haider Sahib I am afraid, I will have to put my foot down. You are speaking for about an hour and that is going beyond the mandate.

Syed Iqbal Haider: Thank you, sir, I respect you.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much.

ڈاکٹر محمد ریحان: آپ کے پاس جتنا وقت ہے اور جتنے speakers ہیں ان میں وقت تقسیم کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے پہلے کہہ دیا تھا according to the rule on a motion like this, each speaker cannot speak for more than ten minutes. اور میں اپنے colleague کو بار بار کہتا رہا ہوں۔ he is going beyond the time limit and I would help you to sustain me and please cooperate with me and I request once that every speaker should not speak for more than ten minutes. آپ کو یہ بھی پتہ ہے we are also having a debate on the Presidential Address, باقی باتیں جو ہیں وہ آپ اس تقریر میں بھی کر سکتے ہیں۔ pelase confine yourselves and don't speak for more than tenminutes.

Thank you very much.

Ch. Abdul Ghafoor: Sir, this could be actually merged with the Presidential Address.

Mr. Presiding Officer: I am afraid, we have already started on this, so let us get along and we intend to complete it today.

Ch. Abdul Ghafoor: Sir, are you going to wind it up today ?

Mr. Presiding Officer: Hopefully, we should be able to do it today.

Ch. Abdul Ghafoor: At about what time, sir ?

Mr. Presiding Officer: Well I cannot promise you the time but hopefully around eight O'clock or may be around that time.

ڈاکٹر محمد ریحان : عشاء کی اذان کے ساتھ آدمی اندازہ لگا سکتا ہے یہ adjourn ہو گی تو جتنے speakers ہیں تو برائے مہربانی وہ ٹائم ان کو دے دیں تا کہ اپنے آپ کو وہ express کریں انہوں نے جو کچھ کہنا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی میں نے کہہ دیا ہے۔ according tothe list I have, they are seven speakers. اگر آپ پانچ منٹ بولنا چاہیں I am with you.

ڈاکٹر محمد ریحان: برائے مہربانی ساڑھے سات تک جتنے منٹ ہیں اور جتنے speakers ہیں ان میں مساوی تقسیم کر دیں۔ توزیادہ بہتر ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سات speakers ہیں اور پانچ پانچ منٹ آپ بولیں تا کہ ۳۵ منٹ میں۔

Dr. Muhammad Rehan: So that nobody remains deprived, sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہی میں عرض کر رہا ہوں۔ upto 7.30 p.m. we have got seven speakers and each one of them should speak for five minutes. Next speaker is Pir Abbas Shah Sahib and I hope you realise that you have got five minutes.

سید عباس شاہ: Sir, thank you very much. مجھے یہ بھی احساس ہے کہ پانچ منٹ یہی discussion ہوئی کہ ٹائم کتنا ہونا چاہیئے۔ حالانکہ rules are very clear and I am very sorry, اور مجھے آج افسوس ہے کہ اقبال حیدر صاحب ۴۵ منٹ تقریر کرنے کے بعد اس میں یہ سکت نہیں ہے کہ وہ آکر بیٹھ کر ہماری بات بھی سن سکے۔ and he should have been here.

Mr. Presiding Officer: He is here.

Syed Abbas Shah: He is not on his seat that is why I said, جناب والا! طارق چوہدری صاحب نے جو ریزولیوشن پیش کیا ہے اس میں word 'deteriorating' لکھا ہے جو کہ ایک comparative statement ہے definitely جس ملک کی آبادی تیرہ یا چودہ کروڑ تک پہنچ گئی ہو اس میں ضرور جرائم بھی ہوں گے اور جرائم ہر وقت ہوتے رہے ہیں دنیا کی تاریخ میں اگر آپ ideal societies کو بھی دیکھیں تو جرائم ہوتے رہے ہیں۔ ہم نے یہ compare کرنا ہے کہ کیا یہ جب period آیا جب اس حکومت نے take over کیا جو ہماری مسلم لیگ اور I.J.I. کی حکومت ہے کیا ہم اس حالت کو بہتر کر سکے یا ہم سے حالات بگڑ رہے ہیں۔ میں یقیناً کچھ باتوں میں ان کے ساتھ agree کرتا ہوں کہ جرائم ہوتے رہے ہیں اور بڑے heinous اور ان کو روکنا بھی ہے ان پر تنقید بھی کرنا ہے۔ اور ان کو روکنا تبھی ہو گیا کہ اس ہاؤس سے اور پارلیمنٹ سے اس کے خلاف آواز اٹھے۔ لیکن اگر اس period کو دیکھا جائے جو ۱۸ یا ۱۹ مہینے اس سے پہلے ہم پر گزرا پہلی جمہوری حکومت جب قائم ہوئی ان لوگوں کو آزاد کیا جن کو عدالتوں نے تخریب کار ان کو killer اور rapest کہا اور ان پر فرد جرم عائد ہو چکا تھا جب سوسائٹی میں آپ ایسے elemant کو سزا دیئے بغیر چھوڑ دیں۔ اس کو سزا ملے اور اس کو یہ خیال ہو گا کہ اب یہ حکومت بدل کر دوسری حکومتیں ہمیں آزادی ہو گی تو مجھے یقین ہے کہ ہم کسی طرف سے کسی طاقت سے کسی force سے جرائم پیشہ لوگوں کو اور ان جرائم پیشہ کے اعمال

کو نہیں روک سکتے۔ جناب والا! ہم ایک جمہوری دور میں جا رہے ہیں اور جمہوریت کی طرف ہم نے آگے قدم بڑھانا ہے اگر ہم نے سوسائٹی کو کنٹرول کرنا ہے سوسائٹی میں جرائم کو روکنا ہے تو پہلے اپنی جمہوریت اور جمہوری اداروں کو مضبوط کرنا چاہیئے۔ ہمیں ایک dictator کی طرح حکومت نہیں کرنی چاہیئے۔ جب بھی آپ ظلم کریں گے جب بھی آپ زیادتی کریں گے تو اس کا جواب یہی ہو گا کہ سوسائٹی revolt کرے گی۔ آپ سوچیں بات کلاشنکوف کی ہوئی تھی اور definitely افغانستان کا وہ culture ہم پر آیا۔ بری سوسائٹی کی وجہ سے برے لوگوں کی وجہ سے وہ اسلحہ پہنچا میرے پاس figure نہیں ہے آپ کو ۳۰ ہزار یا ۳۵ ہزار Law Minister may be able to elaborate, وہ لائسنس کن لوگوں کو issue کیا اور اس بیدردی سے کیوں ہوئے جس سندھ میں جب ہم شکار کے لیے جاتے تھے تو دوسرے گھر چھرہ کی بندوق نہیں ہوتی تھی۔ جب تک ہم اپنا اسلحہ نہیں لے جاتے تھے وہاں پر بے خوف ہم دن رات پھرتے تھے وہاں پر اب کلاشنکوف کا راج ہے اور کن لوگوں نے تقسیم کیا کن لوگوں نے وہ لائسنس دیئے۔ کن لوگوں نے ان کو یہ چیز پڑھائی۔ ہم نے ان چیزوں کا اور اپنے آپ کا بھی محاسبہ کرنا ہے بطور parliamentarian۔ ہم نے یہ بھی تناسب لینا ہے کہ کیا ہم سے پہلی حکومت اور آئندہ حکومت اور اب جو حکومت چل رہی ہے ان کا اس چیز میں کیا کردار رہا ہماری universaties میں اسلحہ کون لایا اور کس وقت سے آیا۔ جناب والا! وہ دور جو پہلے اپنے آپ کو جمہوری کہہ رہے تھے اس وقت پہلی ہماری universaties اور کالجز میں ایسے groups بنے اور ان میں اسلحہ تقسیم ہوا جہاں ہمارے بچے مارے گئے۔ لاکھوں کے خون ہوئے جناب والا! میں اس دور کا بھی اس deteriorating conditions سے مقابلہ کروں گا جبکہ اسلام آباد میں ایک peaceful religious movement چل رہی تھی اور ایک جلوس نکل رہا تھا اس پر فائرنگ ہوئی۔ ہماری فیڈرل وزارت اس کے خون سے اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں رکھ سکتی۔ جناب والا! آج تو debate ہماری فیڈرل گورنمنٹ کی

طرف سے ہو رہا ہے۔ صوبائی حالات میں صوبائی ممبران کی ذمہ داری ہے جمہوریت میں ہماری یہ جو problems ہیں جب مجھ پر آتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ internal معاملہ ہے اور صوبائی میں مداخلت نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن جب آپ پر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں جی یہ تو we should separate one thing from the other, آج ہمیں ان barriers کو کراس نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر ایک صوبے کی اسمبلی ہے اور وہ اپنے آپ کو یا اس situation کو defend کر سکتی ہے۔ یقیناً مجھے اجازت ہے کہ میں اس پر بحث کروں لیکن بات یہ ہے کہ میں اس دور کی بات کر رہا ہوں جہاں فیڈرل گورنمنٹ کا کنٹرول ہے اور جمہوری حکومت تھی یہاں سے مجھ پر سو گز کے فاصلے پر ایک religious leader جو کہ رشدی کے خلاف بڑے solemn cause کے لیے نکل رہا تھا اس پر فائرنگ ہوئی۔ میرا خیال اس وقت بھی Interior Minister پر تھا کہ آج آپ کے ہاتھ پر جو خون لگ گیا یہ دھبے آپ کبھی بھی نہیں مٹا سکیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Pir Sahib, the stop watch says that you have consumed your five minutes.

Syed Abbas.Shah: Sir, if you allowed forty minutes, however I will obey your orders but you should give two/three more minutes.

Mr. Presiding Officer: Please bear with me and wind it up in one minute.

Syed Abbas Shah: Sir, that is what I raised at that time that please stop that man. there are rules and the man who is asking for rules should follow the rules and procedure and respect for rules. He has never respected for rule in this House. This is my privilege and thank you very much, I will not speak.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Manzoor Gichki Sahib.

جناب منظور احمد گچکی : شکریہ چیئرمین صاحب۔ میرے فاضل دوست، سینیٹر صاحب نے، اپنی تقریر میں اتنا کچھ کہا ہے کہ شاید میں اب پانچ / چھ منٹ سے زیادہ نہ بول سکوں۔ ویسے بھی جب human rights کے بارے میں motion پیش کیا گیا تو میری یہ خواہش تھی کہ میں یہ تمام باتیں اس میں رکھتا لیکن چونکہ موقع نہیں ملا اور اس پر ہی موقع مل رہا ہے تو میں چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں اس بحث کو پیچھے کی طرف لے جاتا ہوں، اسے صرف موجودہ گورنمنٹ کی حد تک نہیں رکھوں گا بلکہ اس سے بہت پہلے تک کی طرف جاتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں کبھی بھی، کچھ periods کو چھوڑ کر، کبھی بھی law and order کی situation صحیح نہیں رہی ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ جب مشرقی پاکستان ہمارے ساتھ ہوا کرتا تھا ۱۹۵۲ء میں language riots ہوئے، اس کے بعد مختلف اوقات میں مذہبی جھگڑے شروع ہوئے، اس کے بعد بلوچستان میں دو تین مرتبہ فوج کشی کی گئی۔ پھر مشرقی پاکستان کا سانحہ رونما ہوا اور اب سندھ کی صورت حال درپیش ہے۔

جناب والا! اگر ہم اس کو logically دیکھیں تو اس کے پیچھے ایسے محرکات ہیں، ایسے وجوہات ہیں کہ کیوں اس ملک میں اتنے عرصہ تک لا اینڈ آرڈر کی صورت حال کیوں ٹھیک نہیں ہوئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا لوگ پاگل تو نہیں ہیں؟ کہ پاگل بنے ہیں ہتھیار اٹھا کر کسی کو ماریں، یا پوری قوم پاگل تو نہیں ہے۔ اس کی وجوہات کچھ اور ہو سکتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے حکمرانوں نے پاکستان بننے کے بعد سے لے کر آج تک اس ملک کے عوام کے اصل مشکلات کو حل کرنے کی کبھی بھی کوئی کوشش نہیں کی۔ مثلاً جناب والا! اس وقت ہزاروں لوگ، ہزاروں نوجوان بے روزگار ہیں۔ آج کل کے مہنگائی کے دور میں جب ان کی ضروریات بھی نہیں ہوتی ہیں اور ایک طرف سے ان کو یہ incentives ملے کہ نوکری تو نہیں ہے، تاہم ہم سے مل لو، ہم آپ کو پانچ، دس ہزار روپے میں نوکری دیں گے تو ظاہر ہے جی کہ وہ dacoit کے پاس تو جائے گا اور کہے گا کہ ٹھیک ہے کہ آپ ہی مجھے پانچ یا دس ہزار روپے دیتے ہیں تو میں یہ کام کروں گا۔

پھر جناب والا! سیاسی جبر نے بھی تشدد کے رجحان کو ابھارا ہے۔ اس کو بڑھایا ہے۔ میں اس کی مثال آپ کو دیتا ہوں۔ میں نے اسی لیے تکیہ اس دور تک نہیں کیا، یا جونیجو کے دور تک، ضیاء الحق کے دور تک یا موجود حکمرانوں کے دور تک، یا بے نظیر کے دور تک اس کو محدود نہیں کیا بلکہ میں آپ کو اس سے بھی بہت پیچھے تک کے دور کی طرف لے جاتا ہوں۔ جناب والا! اس ملک میں political victimization تو شروع سے ہی ہوا ہے۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں۔ آپ جنرل ایوب خان کے دور کو ہی لے لیں۔ آپ یقین کریں کہ اس دور میں بہت سی کتابوں کو پڑھنا بھی جرم ہوتا تھا۔ political victimization کی تو ہم آپ کے سامنے مثالیں ہیں۔ پھر جناب والا! آیئے بھٹو کے دور میں، جسے جمہوری دور کہا جاتا ہے مگر میں نے تو جناب والا، اس دور میں کوئی جمہوریت نہیں دیکھی ہے، ہمارے ساتھ جو کچھ اس دور میں ہوا ہم جانتے ہیں۔ اگر اس وقت میرے ہاتھ میں کوئی پستول ہوتا تو تب بھی میں وہی کام کرتا اور اگر کوئی گن ہوتی تو تب بھی وہی کام کرتا، اس لئے کہ اگر آپ مجھے چودہ چودہ دن تک کھڑا کر کے سزا دیتے ہیں تو میں کیا کرتا، اگر آپ لوگوں کو جیلوں میں ڈال کر ان کے ہارٹ کو needing کریں، تو اس صورت میں ان کے عزیز و اقارب جو ہیں وہ کیا کریں گے۔ اس کے بعد جناب والا! آپ آیئے اس دور میں۔ آج لوگوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، یعنی اس ملک کے پولیٹیکل لوگوں کے لئے۔ اس ملک کے ان دانشوروں کے لئے، اس ملک کے صاحب اقتدار لوگوں کے لئے۔ کیا یہ بات باعث شرم نہیں ہے کہ لوگوں کو عزتیں لٹ رہی ہیں۔ لوگوں کے گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ لوگوں کے مال لوٹے جاتے ہیں، یعنی کون سی سوسائٹی میں، کس جگہ protection ہے۔ اب تو تحفظ کا نام و نشان ہی ختم ہو چکا ہے۔ آج تو جو کچھ سندھ میں ہو رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ برطانیہ جب اپنے دور میں عروج پر تھا، انگریز حکومت اپنے شباب پر تھی، وہ بھی شاید یہ کچھ اپنے دور میں نہیں کرتے تھے، جو آج سندھ میں کیا جا رہا ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ اس ملک میں کیوں کیا جا رہا ہے۔ آپ نہ تو لوگوں کے معاشی مسائل حل کر سکتے ہیں، نہ لوگوں

کے سیاسی مسائل حل کر سکتے ہیں، نہ ہی آپ کوئی لوگوں کے social structure میں کوئی develpment کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ چیز اس ملک کے حکمرانوں کو وراثت میں ملی ہے کہ اس ملک کے عوام کا خون چوسو، اسے لوٹو، جس طریقے سے لوٹ سکتے ہو، لوٹو۔ کسی زمانے میں مسٹر ۱۰ فیصد ہوا کرتا تھا مگر اب تو جناب مسٹر 90 percent آ گئے ہیں اور شاید اس کے بعد کوئی 120 percent آ جائے۔ جناب والا، یہ کہا جاتا ہے کہ چودہ کروڑ انسانوں پر لا اینڈ آرڈر کیسے لاگو ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ China تو ڈیڑھ ارب آبادی کا ملک ہے وہ اس چیز کے پیش نظر تو وہاں لا اینڈ آرڈر کی صورت حال ایسی ہونی چاہیئے کہ وہاں چلنا پھرنا مشکل ہو جانا چاہیئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گِھکی صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

جناب منظور احمد گِھکی: جناب والا! مجھے دو منٹ اور دے دیجیئے۔ جناب والا! میں مثال particularly اس لیے نہیں دے رہا ہوں کہ میرے دوست نے کہا کہ میجر اکرم کے ساتھ یہ کیا۔۔ یہاں لاکھوں انسانوں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے، کیا میجر اکرم کوئی آسمان سے تو نہیں اترا ہے کہ جی اس نے خاکی وردی پہنی ہوئی ہے تو یہ قابل احترام ہے اور متبرک ہے اور سب کچھ ہے۔۔۔ جناب والا! اس ملک میں ہر اس شخص کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں کہ جو سیاسی طور پر اختلاف رکھتے ہوں، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسے مسائل ہیں کہ جنہیں ہمیں حل کرنا چاہیئے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لیتا۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ جب تک اس ملک میں بے روزگاری، کرپشن، اقربا پروری، economical unstability politically exploitation ہوگی، اس وقت تک یہ چیزیں رہیں گی، تو میں یہ suggest کرتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو police reforms لانی پڑیں گی۔ اور اس کیلئے جو دنیا کا مسلمہ اصول ہے، ترقی یافتہ ممالک کا، اس کے مطابق آپ اپنی پولیس کو ترتیب دینا چاہیے پھر عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ آپ کو اپنے سیاسی مسائل بڑے open انداز میں، کھلے انداز میں حل

کرنے چاہیں اس لئے کہ نفرتوں کی وجہ سے یہ تمام چیزیں ابھرتی ہیں۔اب آپ دیکھتے ہیں کہ سندھ میں دوزبانیں بولنے والوں کے درمیان ٹھیک ٹھاک ایک problem پیدا ہو گئی ہے، مگر یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اگر آپ سیاسی مسائل حل نہیں کریں گے تو کل یہ مسئلہ بڑھے گا، کل پنجاب میں بھی یہ بڑھے گا، کل Frontier میں بھی بڑھے گا، اس لئے کہ ethnics گروہ تو جگہ جگہ موجود ہیں، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ مسائل کو politically حل کریں، یعنی شروع سے یہی رہا ہے اور میری گزارش یہ ہے کہ ان کو اس طرح سے حل کیا جائے۔

جناب والا! میری یہ جو تجاویز ہیں کہ پولیس میں reforms کی جائیں، عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جائے، اسی طرح سے سیاسی اور دیگر مسائل کو حل کیا جائے، میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک آپ ان پر توجہ نہیں دیں گے لاا اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر نہیں ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت بہت شکریہ جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! امن وامان کی صورتحال پہ مجھ سے قبل مقررین نے سیر حاصل بحث کی۔ میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں ایک مہذب معاشرہ شہری آبادی والا علاقہ کہلاتا ہے اور کچھ areas جنگل کہلاتے ہیں۔ مہذب معاشرے اور جنگل میں فرق یہی ہے کہ جنگل میں درندے اور درندگی کا سماں ہوتا ہے اور مہذب معاشرے میں قانون کی بالادستی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! امن وامان کی صورتحال بگڑتی کیوں ہے اس کے کچھ وجوہات ہیں کچھ عوامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی ملک میں عوامی اور جمہوری فیصلوں سے انحراف کیا جاتا ہے اقلیت کو اکثریت پر مسلط کیا جاتا ہے عوامی امنگوں کے خلاف فیصلے صادر کئے جاتے ہیں یا عوامی فیصلوں کو طاقت کے ذریعے اور دھاندلی کے ذریعے تبدیل کیا جاتا ہے ان علاقوں اور areas میں امن وامان کی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ یہاں قانون جو

ہم بناتے ہیں صرف اس لئے تاکہ اس کے مطابق ہر ایک کو انصاف میسر ہو سکے لیکن اس قانون کو اپنے مفادات کے لئے جب بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے اور پھر ان قوانین کو تادیبی قوانین کو خود اپنے سیاسی مخالفین کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور قانونی دفعات کا تحفظ صرف اپنے حامیوں کو فراہم کیا جاتا ہے تو پھر جناب چیئرمین صاحب! امن وامان کی صورتحال بگڑتی ہے پھر جب ایک شخص اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے تو پھر وہ اوچھے ہتھکنڈوں پہ اتر آتا ہے اور پھر وہ ایسی صورتحال پیدا کر دیتا ہے جسے ہم سمجھتے ہیں کہ امن و امان کی صورتحال پیدا ہو چکی ہے سیاسی عدم استحکام ہو اور اس کے ساتھ جناب معاشی عدم استحکام جس ملک میں ہو گا وہاں پر امن وامان کی صورتحال اسی طرح بگڑتی جائے گی اور جہاں پر بے روزگاری ہو جہاں پر لوگوں کو کھانے کے لئے روٹی میسر نہ ہو اور جہاں پر بے روزگاری کا یہ عالم ہو کہ ڈاکو اشتہارات شائع کرائیں کہ جناب بے روزگار افراد اس طرح رجوع کریں تو جناب وہاں پر صورتحال اسی طرح بگڑتی رہے گی۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ جب اپنے کرتوتوں اور اپنی غلطیوں کی وجہ سے امن وامان کی صورتحال بگڑتی ہے تو پھر ہم طاقت کے ذریعے اور اس انداز میں کچلنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہمارے قابو سے باہر ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! طاقت سے کبھی بھی امن وامان کی صورتحال کنٹرول میں نہیں آسکتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مارشل لاء کے دور میں کیا امن وامان کی صورتحال تسلی بخش رہی ہے بلکہ آج جو کچھ بھی سندھ میں ہے اور پورے ملک میں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف اور صرف اس فوجی اور طویل ترین فوجی آمریت کا نتیجہ ہے۔ اسلام ہمیں ایک بات کی تلقین کرتا ہے (عربی) وہ اسلام اور وہ دین اور وہ ملت کے لئے کیا تصور پیش کرتا ہے کہ الذی کہ اس ذات کے سامنے جھکا جائے (عربی) جس نے بھوک سے آپ کو نجات دی آپ کی شکم سیری کا بندوست کیا (عربی) جس نے آپ کو خوف سے نجات دلائی۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہر ایک deprassion کا شکار ہے پریشانی کا شکار ہے ایسی بات نہیں ہے اگر سندھ میں ایک عام آدمی یہ تصور کرتا ہے کہ میں غیر محفوظ ہوں تو وہاں پر آئی جی، ڈی آئی جی، حتیٰ کہ

جام صادق جیسی شخصیت بھی اپنے آپ کو محفوظ تصور نہیں کرتا اور وہ بھی ڈرتا ہے بلکہ میں خود بھی پچھلے دنوں ایک شور بلند ہوا اور بکتر بند گاڑیاں گزریں مختلف قسم کی forces تھیں اور کئی گاڑیاں جن پہ سٹین گن وغیرہ لگی ہوئی تھیں۔ ہم حیران پریشان کہ کیا ہو رہا ہے اس وقت پتہ چلا کہ جناب شہنشاہ سندھ جام صادق علی صاحب اب اپنے بنگلے سے آفس اور اسمبلی کی طرف جا رہے ہیں۔ جناب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے باوجود کہ جام صادق علی کو اپنے لئے ایک مجبوری تصور کیا جاتا ہے۔ اس وقت حکومت کی، وزیراعظم جب فرماتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں جناب کہ جام صاحب آپ کی مجبوری ہیں اور جام کی مجبوری جام ہے لیکن آپ اتنے ہی مجبور ہیں کہ آپ اس افراتفری کو اس لاوے کو آپ قانونی طور پہ اور نظریاتی طور پر اسے کنٹرول نہیں کر سکتے اس لئے آپ نے اس جام کا سہارا لیا ہے۔ اگر آپ پچھلے دور کی بات کرتے ہیں تو جناب پچھلے دور میں جام صاحب کس کے ساتھ تھے؟ میں یہی گزارش کروں گا کہ اگر آج حکومت موجود ہے لیکن حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں دو تہائی اکثریت سینٹ میں ہے اور دو تہائی اکثریت ایوان زیریں میں ہے اور اس کے باوجود وزیراعظم صاحب بے اختیار ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ جناب قوت کا تو ہے کہ اجلال حیدر زیدی کے خلاف آپ کی کابینہ کے ارکان بیٹھ کر انکوائری کرتے ہیں اور اسے کیا سزا ملتی ہے؟ زاہد علی اکبر خان کو ہمارے محترم جام صاحب جو ہے کہتے ہیں کہ ہم نے نکال پھینک دیا ہے۔ وزیراعظم صاحب فرماتے ہیں کہ اس کیا بگڑا ہے؟ جناب وہ تو چھوڑیئے آپ کے سمیع اللہ مروت ہیں اس کے خلاف انکوائری کی بات ہوتی ہے اور ۱۸ گریڈ کا ایک سرکاری ملازم وزیراعظم کے آرڈر کو اٹھا کر پھاڑ دیتا ہے۔ آخر یہ کیا ہے؟ اگر صورتحال ایسی ہوگی لاقانونیت ہوگی تو جناب پھر امن وامان کی صورتحال کو ہم کس طرح قابو میں رکھ سکتے ہیں..........

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u>: جناب حافظ صاحب آپ کا وقت ختم ہونے کو ہے۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! مجھے معلوم ہے کہ تلخ حقائق ہیں دو منٹ اور سہی۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ میں جیکب آباد گیا۔ سکھر ایئرپورٹ پر ہم مغرب کی نماز کے بعد پہنچے۔ ہمیں روکا گیا اور باقاعدہ وہاں پر تقریباً سو کے قریب ٹرک اور گاڑیاں کھڑی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب آپ بھی لائن میں کھڑے ہوں جب پتہ نہیں ڈیڑھ سو سے زیادہ ہوں گے تو وہاں سے forces آئیں گی تو تب آپ قافلہ کی صورت میں جائیں۔ لیکن میں نے انکار کیا اور میں نے ڈرائیور کو کہا کہ آپ چلیں۔ آپ یقین مانیے انہوں نے وائر لیس کی۔ درمیان میں پیچھا نہیں کیا کیونکہ پولیس والوں کو بھی جانیں عزیز ہیں۔ آگے انہوں نے وائرلیس کی۔ لیکن چیک پوسٹ پہ انہوں نے ہمیں روکا، میں نے انہیں کہا کہ میں سینیٹر ہوں۔ اس نے کہا جی معاف کرنا ہم تو سمجھے ڈاکو بغیر convoy کے گزر سکتے ہیں۔ آج پتہ چلا کہ بلوچستان کا سینیٹر بھی گزر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! کہ یہ صورتحال ہے۔ ڈاکوؤں سے مذاکرات اور بات ہے لیکن مذاکرات کی بات کہتا ہوں کہ جناب یہاں کہا گیا ہے کہ قانون کی حکمرانی ہے آبادی زیادہ ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جہاں اقوام متحدہ کا آفس ہے نیویارک جیسے شہر میں وہاں تناسب جرائم کی کیا ہے اور جناب ایک اور بھی بین الاقوامی شہر ہے جو مکہ معظّمہ کہلاتا ہے اور وہاں بھی بین الاقوامی سطح پہ لاکھوں افراد جمع ہوتے ہیں حج کے موقع پر، آپ ذرا موازانہ کریں کہ جناب اس شہر میں ایک دن میں آدھ گھنٹہ کے لئے بجلی جاتی ہے تو ہزاروں cases ہوتے ہیں اور مکہ مکرمہ میں تمام دنیا کے لوگ ہم جیسے بھی گنہگار اور ڈاکو بھی جاتے ہیں عمرے کیلئے، ماشاءاللہ، اور وہ جا کر لیکن وہاں پر جا کر کوئی ایسی بات نہیں ہوتی اس سے پتہ چلتا ہے اصل بات قانون کی ہے اور جہاں قانون ہوگا...... اور ایک آخری میں گزارش کروں گا آپ نے فرمایا تجاویز دی جائیں میں دست بستہ عرض کروں گا کہ اگر ہمارے قومی اسمبلی، سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے عوامی نمائندے یہ فیصلہ کریں کہ آج سے ہم کسی ڈاکو، مجرم کی پشت پناہی نہیں کریں گے۔ ہم S.H.O. کو بار بار ٹیلیفون نہیں کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ پچاس فیصد جرائم کا خاتمہ ہو

سکے گا۔ ہم خود ڈاکو پالتے ہیں اور ایسے افراد کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق عطاء فرمائے۔ ویسے عباس شاہ صاحب نے کہا کہ آبادی زیادہ ہو گئی ہے میں سمجھتا ہوں منسٹر جتنے زیادہ ہوں گے اتنے جرائم بڑھتے جائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جناب۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین! اس وقت بہت سارے پہلو ہمارے سامنے آچکے ہیں۔ اگر میرے پاس وقت ہوتا تو شاید میں بھی تفصیل سے بات کرتا۔ لیکن میں اپنی گفتگو کو محدود کرنا چاہتا ہوں صرف ان نکات پر جو میرے خیال میں کماحقہ ابھی تک اس ایوان کے سامنے نہیں آئے۔ میرے محترم بھائیوں نے جن نکات کی طرف آپ کا متوجہ کیا ہے اور جن حقائق کی نشاندہی کی ہے وہ بڑی حد تک درست ہیں اور یہ بڑی ہی خطرناک صورتحال ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ میں اسے مخصوص سیاسی گروہ، پارٹی گورنمنٹ، اپوزیشن کے نقطہ نظر سے اس پر غور نہیں کرنا چاہتا۔ اور آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس پر ہمیں قومی نقطہ نظر سے غور کرنا چاہیئے۔ اور سب سے پہلے تجویز میری یہ ہے کہ قانون، امن وامان، جان ومال اور آبرو پر ہمیں ایک قومی پالیسی قومی consensus کے ذریعے بنانی چاہیئے۔ جس میں حکومت اور اپوزیشن دونوں کو شریک کیا جائے اور اس طریقے سے ہم کم از کم اس vicious circle سے نکلیں جس میں آج تک ہم پچھتا رہے ہیں۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ بلاشبہ اس وقت صورت حال بڑی خراب ہے۔ لیکن خرابی کے سارے اسباب وہ نہیں ہیں جو آج ہی رونما ہوئے ہیں۔ یہ ایک تاریخی عمل ہے۔ اخلاقی انحطاط جو مسلسل ہو رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے ہیں۔ حالات کچھ زیادہ بگڑ جاتے ہیں۔ تو اس لیے اس پر بڑے ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جو تاریخی اسباب ہیں انہیں سامنے رکھ کر اس کا ایک مستقل حل نکالنا، یہ ہے ہمارا قومی چیلنج، میری گناہ وہ مقام آگے آئے جسے cutoff point کہا جائے اور اگر یہ حکومت اس معاملے میں initiative لیتی ہے اور اپنے

گروہی اور سیاسی مفاد سے بالا ہو کر ملک اور قوم کو اس مصیبت سے نکالنے اور یہاں قانون امن و امان اور انصاف سے کام کرنے کی طرف پیش قدمی کرتی ہے تو یہ بڑا ہی مبارک قدم ہو گا۔ میں ضمناً بھی یہ بات عرض کر دوں کہ یہاں بار بار کہا گیا کہ klashnikove culture جو ہے یہ مسئلہ افغانستان کی پیداوار ہے۔ میں تاریخ اور حالات حاضرہ کا ایک طالب علم ہوں اور کم از کم جان بوجھ کر میں نے کبھی حقائق سے آنکھیں نہیں چرائیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جہاں افغان مسئلے کے اپنے بہت اہم پہلو اور اس پر قوم نے جو پالیسی اختیار کی وہ صحیح اختیار کی۔ لیکن کچھ اس کے spillover اختیارات ایسے بھی ہیں جن میں اسلحہ کا عام ہونا شامل ہیں۔ لیکن یہ بڑی بے انصافی ہو گی کہ تمام تر ذمہ داری اس پر ڈال دی جائے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان نے کون سی افغان پالیسی اختیار کی تھی اور ہندوستان میں آج جو اسلحہ کی پوزیشن ہے۔ صرف پنجاب میں نہیں، تامل میں، بمبئی میں، آسام میں، وہ کیسے پیدا ہوئی۔ اور ذرا سا آگے بڑھیئے۔ سری لنکا، اس نے کون سا افغان کلچر پیدا کیا ہے۔ اس نے کون سے مہاجرین کو بلایا ہے۔ یورپ کو آپ لے لیجئے۔ یورپ میں آپ کو معلوم ہے کہ اٹلی اور جرمنی، پچھلے دس سالوں میں اس طریقے سے arms کے گڑھ بن گئے اور کیا کیفیت پیدا ہوئی اور آج بھی Ulsker اور خود London proper میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ لاطینی امریکہ کو دیکھئے تو مراد یہ ہے کہ یہ بات generalise کرنا میری نگاہ میں اس ایوان کے معزز ارکان کے لیے مناسب نہیں ہے۔ جو چیز جتنی ہے اسی کے حدود میں رکھیں تاکہ ہم حقیقی اسباب کو سمجھ سکیں۔ حقیقی اسباب کیا ہیں؟ میری نگاہ میں سب سے پہلا مسئلہ اخلاقی مسئلہ ہے۔ ہمارا معاشرہ اخلاقی اعتبار سے برابر گر رہا ہے۔ اور ہم دعویٰ کرتے ہیں اسلام کا ایمان کا، نبی پاک (صلعم) کے اسوہ پر چلنے کا اور حقیقت یہ ہے کہ عملی طور پر ہم نے اسے سب سے زیادہ نظر انداز کیا ہے۔ یہ ہمارا moral crisis ہے جب تک کہ آپ اسے ایک moral crisis کے طور پر discuss نہیں کریں گے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ہمارے ملک میں rule of law کے معنی یہ ہیں کہ میں اپنے مفاد اور اپنے

supporters کو تو قانون کا تحفظ فراہم کروں لیکن اس ملک کے تمام شہری حتیٰ کہ دشمن و مخالف، وہ بھی اسی طرح سے قانون کے تحفظ کے مستحق ہیں جس طرح میری پارٹی کے لوگ ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں selective justice کا تصور آیا۔ اور یہ selective justice is no justice at all اس لیے کہ اگر rule of law یہاں آتا ہے تو selective justice کو ختم ہونا چاہیئے اور قانون سب کے لیے ایک ہو۔ جب ہی ہم دراصل کوئی نیا ورق اپنی تاریخ کا پلٹ سکیں گے۔ تیسری چیز جناب والا! میری نگاہ میں separation of judiciary and executive ہے۔ میرے ایک اور دوست نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ دستوری تقاضا بھی ہے۔ اور ہمیں افسوس ہے کہ executive سے judiciary نے district level سے اب تک آزادی حاصل نہیں کی ہے۔ جس کے نتیجے میں ڈسٹرکٹ لیول سے لے کر اوپر تک بیشمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور وہ انتظامی معاملات میں بہت سی خرابیوں کی جڑ ہے۔ چوتھی چیز جناب والا! یہ ہے۔ میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں غالباً آزادی کے بعد سے یہ ریت پڑ گئی کہ political use of administration جو برسر اقتدار آیا وہ مسلم لیگ تھی۔ Republican party تھی۔ پیپلز پارٹی تھی آئی جے آئی ہے۔ مارشل لاء تھا۔ سب نے یہ کوشش کی ہے کہ ایڈمنسٹریشن کا political use ہو۔ administration کا political use کیا جائے گا تو اس کے بعد پھر ایڈمنسٹریشن بھی political use کرے گی۔ اور وہ ایڈمنسٹریشن کبھی قانون کے لیے، قانون کے احترام اور قانون کے نفاذ کے لیے مؤثر نہیں ہو سکتی۔ پانچویں چیز جناب والا! political use of police ہے۔ میں صاف کہنا چاہتا ہوں اور میرے ایک اور دوست نے بھی اس طرف نشاندہی کی کہ ہمارے یہاں سیاستدانوں، MPAs, MNAs چیف منسٹر، پرائم منسٹر نے پولیس کو استعمال کیا ہے اپنے مقاصد کے لیے۔ اور پھر پولیس نے فائدہ اٹھایا ہے جس کے نتیجہ میں ہر تھانہ کی اپنی ایک قیمت بن گئی ہے۔ اگر ہمیں اسے حل کرنا ہے تو political use of police ہونا چاہیئے۔ اور اس کا counter part بھی ایک

اصول ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک طرف آپ پولیس کا political use ختم کریں اور دوسری طرف پولیس کی accountability ہو۔ vicarious responsibility ہو۔ اگر وہ criminal کو نہیں نکال سکتے، تو پھر پولیس کو اس کی سزا ملنی چاہیئے۔ اور اس طرح آپ حالات درست کر سکتے ہیں۔ چھٹی چیز میری نگاہ میں جناب! مارشل لاء اور military rule ہیں۔ جس کا لمبا spell بائیس تئیس سال تک یہاں رہا ہے۔ اور اس کی وجہ سے فی الحقیقت values کا ختم ہونا اور نظام کا ختم ہونا واقع ہوا ہے۔ چھٹی چیز economic اسباب ہیں جن میں economic deprivation, wrong economic planning, regional planning سے صرف نظر، rural development سے صرف نظر، uneducation, unemployment یہ وہ ساری چیزیں ہیں جنہوں نے خود امن و امان کی صورت حال کو متاثر کیا ہے۔ اور آخری چیز میری نگاہ میں جناب والا! redress machanism کی کمی ہے redress mechanism کا ایک اصول تو ہے پارلیمنٹ۔ جمہوریت۔ پریس کی آزادی۔ چیزوں کا سامنے آنا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ پھر redress کی دوسری مشینری۔ اور اس میں میں سمجھتا ہوں کہ Ombudsman کا ادارہ ایک اہم رول ادا کر سکتا ہے۔ جس میں میری نگاہ میں صوبے اور district کی سطح پر بھی آنا چاہیئے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں law and order situation کو خراب کرنے میں بیرونی عناصر کا بھی ہاتھ ہے۔ اور اسے ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ political situation میں بیرونی عناصر نے بھی ایک کردار ادا کیا ہے۔ اب جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ قانون کا احترام پیدا کیا جائے۔ قانون کا احترام قیادت کی مثال سے بھی پیدا ہو گا لیکن قانون کا احترام تعلیم، تلقین، یہ بھی ضروری ہے اور یہ ذمہ داری ہے سیاسی پارٹیوں کی، دینی جماعتوں کی، مسجد کی، مدرسے کی، سکول کی یونیورسٹی کی، پریس کی، ریڈیو کی، ٹیلی ویژن کی، کہ ہم تعلیم کے ذریعے قانون کا احترام لوگوں میں پیدا کریں۔ پولیس کی regorganization پولیس کا concept آپ کو بدلنا پڑے گا۔ پولیس کا

جو ۱۸٦۷ء کے قانون میں دیا گیا ہے concept حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک colonial concept ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: میرے خیال میں پروفیسر صاحب کو پندرہ منٹ ہونے والے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں پندرہ منٹ نہیں ہوئے۔ پروفیسر صاحب کے تقریباً نو (۹) منٹ ہوئے ہیں۔ پروفیسر صاحب آپ ذرا جلدی سے اسے wind up کر لیں تاکہ ڈاکٹر ریحان کو بھی موقع مل جائے۔

پروفیسر خورشید احمد: سب کا حق ہے اس لیے میں مختصر کروں گا۔ police reorganization کے لیے میرے پاس بہت سے نکات تھے۔ میں صرف اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ پولیس کے total restructuring کی ضرورت ہے اور اس معاملے میں چند بڑی اہم تجاویز ہیں جو سینٹ کی سندھ کمیٹی نے دی ہیں۔ اگر ان کو سامنے رکھا جائے تو اس سلسلے میں بہت ہی اہم پیش رفت ممکن ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں intelligence agencies بھی اپنا صحیح کردار ادا نہیں کر رہیں۔ ان کی politicization بھی غلط ہے اور information machinery کا فیل ہو جانا ہمارے ملک میں بڑی tragedy ہے۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ campus violance تعلیمی اداروں کی اصلاح یہ بھی بے حد ضروری ہیں۔ اور اس کے لیے بھی بڑی تفصیلی recommendations ہیں۔ جو سینیٹ کی کمیٹی نے پیش کی تھیں اگر ان پر غور کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں بڑی اہم پیش رفت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح میری نگاہ میں ملک کے ہر شہری کے لیے military training ہے۔ یہ لوگوں میں discipline پیدا کرتی ہے وہ ان میں resistence power پیدا کرتی ہے۔ یہ ان کو crime کے لیے vulnerability سے بھی محفوظ کر دیتی ہے۔ ہمیں اپنی قوم پر اعتماد کرنا چاہیئے اور ان میں یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ ان challenges کا سامنا کر سکے۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ گو سندھ کے حالات بد قسمتی سے سب سے زیادہ خراب ہیں لیکن باقی علاقے کے لوگوں کو کوئی complacency نہیں ہونی چاہیئے۔ کل ہی جو واقعہ پشاور میں ہوا ہے ایئرپورٹ پر وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ پنجاب میں بھی واقعات رونما ہو رہے ہیں بلوچستان میں بھی ہو رہے ہیں۔ یہ ملک گیر مسئلہ ہے اور اس کے لیے ایک ملک گیر سوچ کی، قومی پالیسی کی اور extreme سے بچ کر سیاسی مفادات سے بالا ہو کر قوم کے مفاد میں فوری کرنے کے اقدام اور ایک مستقل پالیسی یہ میری نگاہ میں ضروری ہے تاکہ ہم اس crisis سے نکل سکیں۔ اور اس معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ سندھ کے حالات میں جو غفلت حکومت نے برتی ہے وہ ناقابل معافی ہے۔ اس لیے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لینا چاہیئے اور اس کو وہ اہمیت دی جائے جس کا وہ مستحق ہے اسے ٹالا نہ جائے اور آج تک یہ ہوتا رہا ہے کہ بڑی اہم رپورٹیں آئی ہیں، بڑے اہم تجزیئے آئے ہیں، بڑی تجاویز آئی ہیں لیکن حکومت کا response جو ہے وہ بہت ہی ناکافی ہی نہیں بلکہ مجرمانہ طور پر غفلت کا رہا ہے۔ یہ رویہ چھوڑیئے۔ حالات کو face کیجیئے۔ آنکھیں بند کر لینے سے خطرہ ٹل نہیں جاتا اس کو face کرنا ہی ضروری ہے اور اس کے لیے ہمیں قومی سطح پر یہ کام کرنے کی ضرورت ہے انہیں خیالات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Thank you very much ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب چیئرمین! آج کا موضوع جو ہے یہ بڑا اہم موضوع ہے کہ ملک کے law and order کا مسئلہ درپیش ہے لیکن میں انتہائی افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ سب سے پہلے ہمارے اپنے ساتھی سینیٹر صاحبان۔۔۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم سینیٹر اس لیے منتخب ہو کر آئے ہیں کہ اپنی کاروں پر نمبر پلیٹ لگا لیں۔ جیب میں وی آئی پی کارڈ رکھ لیں یا اس سے کچھ اور privileges جو ہمیں مل جاتے ہیں ان کے لیے ہمیں منتخب کیا گیا ہے یا اس لیے کہ ہم آجائیں کبھی وزیراعظم صاحب ایوان میں آئے ہوں تاکہ ان کو اپنا چہرہ

دکھائیں کہ ہم بھی یہاں پر موجود ہیں یا وزیر صاحبان کے پاس جیب سے درخواستیں نکال کر ان کے دستخط لے کر اور پھر ہاؤس سے نکل جائیں۔ کیا ہم اس لیے سینیٹر منتخب ہو کر آئے ہیں۔ یہ کہنا کہ جی وزیر صاحبان نہیں۔ کیا ہم وزیر صاحبان جب موجود ہوں گے تو ہم ان کے سامنے باتیں کریں گے یا ہم پوری قوم کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اگر وزیر صاحبان نہیں سنتے ہیں تو قوم تو سن رہی ہو گی اور پوری دنیا سن رہی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں چونکہ ہم اپنا تاریخی کردار صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے ہیں میرے خیال میں اس معاملے ہم قومی مجرم بن رہے ہیں۔ اب اس بات کے بعد کہ یہ جو law and order کا مسئلہ ہے یہ تو روزمرہ اخبارات میں، اخبارات کے front pages ہوں back pages ہوں۔ سب انہی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں کہ فلاں جگہ پر ڈاکہ پڑا۔ اتنے قتل ہوئے اتنے gang rape ہوگئے۔ اتنے بینک لوٹے گئے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں۔ جناب! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بات صرف اس سے نہیں بنتی کہ چیخ و پکار کریں کہ جی law and order کا مسئلہ بہت خراب ہے جرائم بہت ہو رہے ہیں اور لوگ بے سکونی کے حالت میں ہیں، بات یہ ہے جناب! ہمارا بحیثیت اس ادارہ کے اراکین کے یہ فرض بنتا ہے کہ ہم مسئلے کی نشاندہی کریں problems identify کریں اور identify کرنے کے بعد اس کے متعلق سوچیں۔ science and technolegy کی age میں رہتے ہیں اور ہر مسئلے کا scientific طریقے سے علاج ہو سکتا ہے محض symptomatic علاج ناکافی رہتا ہے۔ جناب! اس معاملے میں جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آج معاشرے میں جرائم بڑھ گئے ہیں terrorism ہو رہی ہے اور اس قسم کی ڈکیتیاں، وارداتیں ہو رہی ہیں۔ تو آئین پہلے اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں۔ ہم کیا کر رہے ہیں۔ کیا ۱۹ اد سمبر کا واقعہ جو کچھ ہم نے اپنے joint session کے دوران دیکھا پھر اس کے Parliament House کے سامنے جو مظاہرہ ہوا۔ قوم تو وہی کرے گی جو قوم کو سکھایا جائے گا۔ کیا یہی ہیں ہم جو قوم کو اخلاق بتا رہے ہیں، قوم کو تربیت دے رہے ہیں۔ کیا یہی وہ سبق ہے۔

توجناب یہ بات کرنا کہ بھائی law and order جو ہے اس وجہ سے خراب ہوتی جا رہی ہے۔ جناب والا! سب سے پہلی بات، یہ بالکل حقیقت ہے کہ ملک کی آبادی جو کہ پاکستان بننے کے وقت مغربی پاکستان کی آبادی ساڑھے تین کروڑ تھی آج وہ میرے خیال میں ۱۳ کروڑ سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور ۱۳ کروڑ کے ساتھ ساتھ مسائل بیروزگاری اس کے ساتھ مکانوں کا۔ اس کے ساتھ کھیل کود کا۔ چونکہ ان کی تعداد کے ساتھ development نہیں ہو رہی ہے۔ آبادی بے تحاشہ بڑھ رہی ہے تو frustration کا پیدا ہونا ایک یقینی امر ہے۔ میرے ایک عزیز ساتھی نے کہا کہ جی چین کی بھی زیادہ آبادی ہے۔ جناب! آپ کو بخوبی علم ہے کہ چین میں تواب انہوں نے باقاعدہ صحیح طریقے سے سوچ کر انہوں نے آبادی پر کنٹرول کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے اس میں ہمارا مذہب جو ہے وہ کبھی بھی رکاوٹ نہیں بنتا۔ ایران میں family population planning پر کام ہو رہا ہے۔ وہ بھی ایک اسلامی ریاست ہے، ملائیشیا بھی ایک اسلامی ریاست ہے، بنگلہ دیش جس میں آبادی کا بے تحاشہ اضافہ ہو رہا تھا اور وہ بھی اگر ہم سے بہتر مسلمان نہیں ہیں تو ہم سے کسی حالت میں کم نہیں ہیں تو وہ بھی اس طرف توجہ کر رہے ہیں تو جناب والا! آبادی کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ اس کے بعد یہ بات آجاتی ہے اب بات دوسری طرف آگئی کہ کیا بحیثیت سینیٹر کے ہماری،۔۔۔۔ چونکہ اس میں میں جو غیر حاضری دیکھتا ہوں اس کی بھی ایک بڑی وجہ ہے، کیونکہ گزشتہ دوروں میں لوگوں کو depoliticised کیا گیا اور depoliticise ہو کر ان کو یہی سمجھایا گیا کہ بھئی آپ نالیاں بنائیں، سڑکیں پختہ کریں۔ گاؤں کو بجلی پہنچائیں اور پلیاں بنائیں۔ بے شک یہ چیزیں بھی بہت ضروری ہے لیکن جب ملک میں سکون نہیں ہو گا جب ملک میں امن نہیں ہو گا یہ سب چیزیں بیکار ہیں۔ تو بحیثیت سینیٹرز کے بحیثیت پارلیمنٹیرین کے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان مسائل کی طرف توجہ کریں۔ تو جناب! میں نے آپ کو ایک عرض کی کہ ایک تو ملک کی آبادی میں بے تحاشہ اضافہ ہے۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے اپنی ملکی سرحدات کھول دی ہیں۔ اس میں ہر قسم

کے لوگ بغیر پاسپورٹ کے داخل ہو رہے ہیں اور ان کے ساتھ اسلحہ آ رہا ہے اپنے ملک میں تو ایک چاقو رکھنا بھی ایک بڑا جرم ہے لیکن دوسری طرف لوگوں کے ساتھ assault rifles sophisticated weapons وہ بے تحاشہ لیے پھرتے ہیں۔ اس کا کاروبار ہوتا رہتا ہے۔ مقامی لوگوں کی بھی اپنی ضروریات یا ایک شغل کے طور پر ان سے ان کی خرید و فروخت جاری رہتی ہے اور آج جو جرائم میں اضافہ ہوا ہے وہ ان sophisticated یا اس طرح جو latest weapons ہیں ان کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہم اکثر یہ فریاد کرتے ہیں ابھی ایک صاحب نے فرمایا کہ اس میں بیرونی ہاتھ کار فرما ہے جناب، میں عرض کروں گا کہ اگر ہم اپنے ملک کی سرزمین پر ایک پروسی ملک کے باغیوں کی یہاں پر ہم جلاوطن حکومت بناتے ہیں اور پھر یہاں سے اور ان کی ہر قسم کی activities ہوتی رہتی ہے تو جناب، کیا دوسرے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر کے۔۔ کیا وہ ہمارے پاس اس کے بدلے میں پھولوں کے ہار بھیجیں گے یا انگور یا انار کے کریٹ بھیجیں گے۔ انہوں نے بھی وہی کرنا ہے جو ہم نے کرنا ہے۔

اب جناب! پولیس کی بات آجاتی ہے ملک میں پولیس کی تعداد میں وہ اضافہ نہیں ہوا جتنا اضافہ کہ آبادی کے لحاظ سے ہونا چاہیئے تھا جناب، ان کو وہ ٹریننگ نہیں ملی جو مہذب ملکوں میں ملتی ہے۔ جناب والا! پولیس تو ہم نے امریکہ میں بھی دیکھی ہے۔ میں نے چین میں بھی پولیس کو دیکھا ہے۔ ہانک کانگ میں بھی دیکھا ہے۔ دوسرے ممالک میں بھی دیکھا ہے وہاں پر تو ان کی training service کی ہوتی ہے صرف law enforcing agency تک محدود نہیں ہوتی اس کے ساتھ ساتھ جناب، عام لوگوں کے پاس پولیس سے زیادہ superior weapons ہیں وہ کیسے ان کو کنٹرول کر سکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ پولیس کی اکثریت تو ہماری VIP duties میں مصروف رہتی ہے اور عام لوگوں کی حفاظت کے لیے۔۔۔ چاہے گورنر صاحب جاتے ہوں کوئی وزیر صاحب جاتے ہوں یا کوئی دوسرا VVIP یا جو بھی ان کی حفاظت کے لیے جب بھی وہ سڑک سے گزرتے ہیں تو اس

کے لیے کتنی پولیس اس کی حفاظت کے لیے ساتھ ہوتی ہے، تو عام لوگوں کے لیے امن و امان قائم رکھنے کے لیے کتنی آخر رہ جاتی ہے۔ تو اس طرف بھی توجہ دینی ضروری ہو گی۔اس کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز جو عرصہ دراز سے میں دیکھ رہا ہوں لوگ دیکھتے رہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نے دیکھا ہے پولیس والے جب ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے تو وہ رات سے کھڑے ہو جاتے ہیں چاہے سردی ہو، گرمی ہو، جو بھی ہو، نہ ان کے کھانے کا کوئی پوچھتا ہے نہ ان کے پینے کا کوئی پوچھتا ہے نہ کچھ ہوتا ہے حالانکہ جس طرح ہماری اور security forces ہیں paramilitary forces ہیں ان کا باقاعدہ بندوبست ہوتا رہتا ہے لیکن پولیس والوں کا کچھ نہیں ہوتا، ان حالات میں جب ایک آدمی satisfied نہ ہو تو کیسے آپ کے لیے productive ہو سکتا ہے آپ کو کیسے اپنی output دے سکتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :ڈاکٹر صاحب کو آپ کو ۸ منٹ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: بس جناب!اسی کے ساتھ میں wind up کرتا ہوں۔ آپ کا بڑا شکریہ۔ یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے اور پھر انشاءاللہ کسی وقت اس پر بحث کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ کا بہت بہت شکریہ، سید عبداللہ شاہ۔

سید عبداللہ شاہ: شکریہ چیئرمین صاحب۔ حقیقت میں آج کے اس بحث میں بھی آپ نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ کسی کو گھنٹہ بھر دے دیا کسی کو دس منٹ، کسی کو پانچ منٹ اور میں ایسے صوبے سے تعلق رکھتا ہوں............

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میں نے انصاف نہیں کیا یا آپ نے مجھ سے انصاف نہیں کیا؟

سید عبداللہ شاہ: میں ایسے صوبے سے تعلق رکھتا ہوں جو اس وقت literally جل رہا ہے۔ جو خون میں نہایا ہوا ہے اور اسلام آباد میں ہمارے جو حاکم ہیں ان کو قطعاً اس کی کوئی کوئی پرواہ نہیں۔ جو وہاں سرزمین سندھ پر ہو رہا ہے وہ ہماری اخباروں میں نہیں آیا کیونکہ ہماری اخباریں بھی regionalise ہو گئی ہیں۔ جنگ کراچی اندرون سندھ کی خبریں نہیں

چھاپے گا جنگ، راولپنڈی کراچی کی خبریں نہیں چھاپے گا۔ اسی طرح سب اخباروں کا رویہ ہے تو صحیح حقائق جو ہیں وہ نہیں آتے۔ جناب، ہم اس مصیبت میں کیوں پھنسے ہیں اس کا سبب سیدھا یہ ہے کہا جاتا ہے قانون کی عزت نہیں کی جاتی تو یہ روایت کس نے چلائی۔ میں گزارش کروں گا یہ روایت جو بار بار مسلسل مارشل لاء impose ہوتے ہیں جس ملک کے دستور کو کوئی sanctity نہیں ہے تو باقی عام قوانین کی آپ کیا بات کریں گے۔ وہ کہتے ہیں لوگ جو ہیں وہ اپنے بادشاہوں کو دیکھیں گے وہ کیا کرتے ہیں۔ یہاں پر قانون کو توڑنا ہمارے لیے ایک اعزاز ہے۔ اگر کوئی ایم این اے ہے یا سینیٹر ہے تو نو پارکنگ میں وہ بالکل گاڑی کھڑی کر دے گا۔ پرائم منسٹر گزرے، چیف منسٹر گزرے ٹریفک بند کر دی جاتی ہے۔ میں نے دنیا میں کہیں اور نہیں دیکھا ہے کہ پرائم منسٹر کے لیے چیف منسٹر کے لیے یا صدر کے لیے ٹریفک بند کر دی جائے۔ ٹریفک رولز کو پامال کیا جائے۔ یہ جو ہمارے اوپر والوں کا conduct ہے اس کی وجہ سے ہمارے ساتھ یہ حشر ہوا ہے۔ یہاں کہا گیا کہ اگلی حکومت میں لوگوں کو آزاد کیا گیا جن کو سزائیں ملی ہوئی تھیں I say, Sir, with utmost respect, they all were convicted without any evidence in violation of all the principles of all justices, they were convicts of Martial Law Military Courts and Martial Law is no longer. تو اگر ان کو آزاد کیا گیا ہے کوئی برائی نہیں کی وہ بیگناہ لوگ تھے جن کو سزا دی گئی تھی۔ ایک اور بات کہی گئی کہ اگلی حکومت نے لوگوں کو licences دیئے۔ مجھے آپ مہربانی کر کے بتائیں آپ بیشک اعداد و شمار اکٹھے کریں زیادہ جرائم یا سارے جرائم کیا licenced weapons سے ہوتے ہیں وہ تو غیر لائسنس weapons ہوتے ہیں ان کے ساتھ جرائم ہوتے ہیں۔ اگر آپ شہریوں کو مسلح کریں آپ کے پاس پولیس اتنی نہیں ہے ان سب کو بچا سکے۔ Sir! میں دیہات کا رہنے والا ہوں، آپ کا بھی دیہات میں واسطہ رہا ہوگا، سندھ، پنجاب اور فرنٹیئر میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ ہم جب چھوٹے ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ اس گاؤں میں چور نہیں جائے گا کیونکہ اس گاؤں والوں کے پاس بندوق ہے، شارٹ گن ہے، اس

زمانے میں چور کے پاس کلہاڑی یالاٹھی ہوتی تھی اور گاؤں والے کے پاس ایک شارٹ گن ہوتی تھی تو چور اس کے اوپر حملہ نہیں کرتا تھا۔اب ہتھیاروں کا balance الٹ گیا۔اب ڈاکو کے پاس ہر قسم کا sophisticated weapon ہے اور دیہاتی کے پاس کچھ نہیں ہے۔ وہ ایک sitting duck ہے، جو آئے اس کو اٹھا کر لے جائے، جو آئے اسکو مار کر چلا جائے۔ یہاں بڑی باتیں ہوئی کہ فلاں میجر صاحب کو اٹھایا گیا، فلاں سیٹھ صاحب کو اٹھایا گیا، میں آپ کو کہتا ہوں غریب لوگ جن کے پاس کچھ نہیں ہے میری تحصیل سے ایک قصبہ اراضی سے پندرہ بچے اٹھائے گئے جن کی عمر دس سے پندرہ سال تھی۔ یہ مسئلہ میں نے پچھلے سیشن میں بھی اٹھایا تھا اور چیئرمین صاحب نے کہا کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے۔ ان کے والدین میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ پانچ پانچ ہزار ایک بچے کے لیے دے سکیں کیونکہ پیسے نہیں بھر سکے تو پندرہ بچوں کو ذبح کیا گیا۔they were cut like this, they were not shot. کیونکہ اس وقت کہتے ہیں کہ فارسٹ میں ڈاکوؤں کے خلاف آپریشن چل رہا ہے۔ which was against the farce? تو وہ bodies وہاں پڑی رہیں جو جانور وہاں کھا گئے اور ایک مہینے کے بعد ان کے والدین کو ہڈیاں ملیں کسی کے پاس شناختی کارڈ پڑا ہوا تھا کسی کا جوتا بچا ہوا تھا کسی کا شرٹ کا ٹکڑا تھا اس سے ہڈیاں اٹھا کر لے آئے وہاں یہ حشر ہے۔ ایک اور میرے گاؤں کا he was a primiary teacher. اسکا والد carpenter تھا۔ ایک بچہ جو اس کا نوکری میں تھا اس کو اٹھا کر لے گئے۔ the man could not pay any ransom نتیجتاً جب اس کی dead body ملی تو دیکھا گیا کہ پہلے اس کی ٹانگیں توڑی گئیں تھیں پھر یہ ہاتھ توڑے گئے تھے۔ تو جناب! اس کو تین برسٹ مار کر جیسے قیمہ بنا کر اس بچے کی لاش واپس بھیج دیا گیا۔ سندھ میں اس وقت یہ حالات ہیں اب جس کے ہاتھ میں آپ نے لاء اینڈ آرڈر دے دیا ہے اس کا قصہ آپ نے بہت سنا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں جو موجودہ چیف منسٹر ہے۔ میرے حلقے کے کچھ لوگ ۷۰ء میں جا کر جام صادق کی زمین پر بسے ہیں اس ۹۰ء کے الیکشن کے بعد وہ میرے پاس آئے کہ صاحب، ہم پولنگ سٹیشن پر

ووٹ دینے گئے، وہ کھوسہ tribe کے لوگ ہیں، ہم قطار میں ووٹ ڈالنے کے لیے کھڑے تھے اور ہمارے ساتھ ایک بندہ تھا، وہ ایک ڈاکو تھا کسی زمانے میں وہ بھی ڈاکے ڈالتا رہا تھا اب وہ شریف بندہ ہو گیا ہے، تو بولا ہم وہاں قطار میں ووٹ دینے کے لیے کھڑے تھے تو پتہ چلا کہ چیف منسٹر صاحب آ رہے ہیں بہت سی گاڑیاں پولیس سب آگے پیچھے آ گئیں ایک گاڑی سے جام صاحب اترے جو پریذائیڈنگ افسر تھا He was Jatoi by caste. This is what I have been told that story. اس بندے کی داڑھی تھی، جام نے اس سے پوچھا میاں کتنے ووٹ چلے ہیں ابھی صبح کا ٹائم تھا، کوئی پچاس ساٹھ ووٹ چلے ہیں، اس کو گندی گالی دی۔ اب جام نے جیسے ہی اس کو گالی دی تو ایس پی کے ڈریس میں ایک بندہ اسے داڑھی سے پکڑ کر اور گالی دے کر بولا، میں ایک گھنٹے میں واپس آ رہا ہوں مجھے یہاں ایک ہزار ووٹ چاہئے، تو یہ جناب incident ہوا تو وہ دو بندے جو لائن میں کھڑے تھے انہوں نے جا کر دیکھا کہ یہ کیا مصیبت ہے، پریذائیڈنگ افسر کے ساتھ ایک بندہ یہ سلوک کر رہا ہے۔ تو جب اس طرح ڈاکو نے دیکھا کہ ایس پی کے ڈریس میں جام صاحب کے ساتھ ایک ڈاکو تھا He was wearing the dress of S.P. and he was moving with the Chief Minister of Sindh سر! یہاں پر کہا جاتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر بڑا improve ہو رہا ہے آج کل شہروں میں بڑا امن و امان ہے شہروں میں امن و امان نہیں ہے۔ شہروں میں آپ نے یہ کیا کیا ہے۔ جو لوگ جرائم کرتے تھے جو لوگ نسلی فسادات کرتے تھے ان کو آپ نے گدی پر بٹھا دیا ہے۔ اب mostly وہی ہیں تبھی امن و امان ہے۔ آپ ان کو نکالیں پھر دیکھیں شہروں میں امن و امان کیسے رہتا ہے۔ پھر وہی گڑبڑ شروع ہو گی اس ملک میں یہ جو سارا experiment چلا ہے، آہستہ آہستہ قوموں کو بانٹا گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ ایم کیو ایم مہاجر قومی موومنٹ اب کیوں نکلی، یہ لوگ تو ۴۷ء میں پاکستان آئے ہیں اب ۸۰ء میں آ کر انہوں نے کہا ہے کہ ہم الگ قوم کیوں ہیں۔ صاحب لوگوں کو مختلف issues پر لڑایا گیا ہے۔ مذہب کے اوپر کوئی کسی بات کے اوپر، تو اس طرح نفرتیں، افراتفری، یہ

ساری ہماری مقدر میں آئی ہیں۔ میری ایک تجویز ہے یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، میں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو کھلے دل سے licences فراہم کریں کیونکہ آپ unlicenced weapons کو تو کنٹرول کر نہیں سکتے حکومت نے بڑا چلایا تھا ہم اس کو واپس کریں گے یہ کریں گے وہ کریں گے .They cold do nothing about it کم از کم لوگوں کو پتہ چلے گا کہ فلاں کے پاس فلاں ہتھیار ہے، پھر آپ دیکھیں گے یہ ایک تجربہ ہے ابھی تک تو آپ فیل گئے ہیں۔ آپ نے Speedy Courts بنائی ہیں۔ بارہویں ترمیم پاس کی پتہ نہیں کیا جتن کیے لیکن اس سے کوئی نتیجہ نہیں مل رہا، تو کیوں نہ یہ بھی ایک طریقہ جائے لوگوں کو لائسنس ایشو کریں۔ اگر اس سے تھوڑا لاء اینڈ آرڈر improve ہو، اگر نہیں ہوتا تو پھر آپ کو حق ہے آپ واپس لے سکتے ہیں، آپ کو پتہ ہے کہ عبداللہ شاہ کو ہم نے کلاشن کوف کا لائسنس دیا ہے اس کے پاس ہے۔ جب بھی حکومت کو چاہئے وہ واپس بھی لے سکتی ہے تو یہ میری ایک تجویز ہے وقتی طور پر۔ کہا جاتا ہے کہ تعلیم بڑھائی جائے، بیروزگاری، یہ ایسے مسائل ہیں، یہ حقیقت ہے۔ لیکن ان کے لیے آپ کے پاس کوئی فوری حل ہے نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کافی آسامیاں خالی ہیں لیکن گورنمنٹ کے پاس پیسہ نہیں ہے اس لیے وہ appointment نہیں کر رہی، تو لاقانونیت کے اسباب میں خود حاکموں کا قانون کے ساتھ مذاق کرنا، قانون کی پابندی نہ کرنا، ایک بڑا اس کا سبب ہے۔ دوسرا جو law enforcing agencies ہیں ان ساروں کو اپنے سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لیے لگایا گیا ہے، ان میں وہ صلاحیت ختم ہو گئی کہ ڈاکو کو پکڑا کیسے جاتا ہے، اس کے ساتھ حساب کیا کیا جاتا ہے۔ وہ اسی میں ہیں کہ کس طرح جھوٹے مقدمے بنائے جائیں۔ جناب! ہر ناانصافی کا نتیجہ یہی ہو گا کہ law lessness بڑھے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شاہ صاحب، ویسے بھی دس منٹ ہو گئے ہیں اگر آپ وزیر صاحب کو اب موقع دیں تو وہ Wind up اسے کریں۔

Syed Abdullah Shah: Sir, I am grateful again to you for giving me then minutes. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Ch. Abdul Ghafoor, Minister for Law and incharge of Interior Affairs.

چوہدری عبدالغفور: شکریہ جناب چیئرمین، جناب والا! موجودہ resolution جو ہاؤس کے سامنے move کی گئی، اس کا معزز سینیٹر نے اپنی بحث کے دوران ملک میں بڑھتی ہوئی جرائم کی صورت حال کا جائزہ لیا۔ اس کے خدوخال جس طرح سے اور جس وقت سے ابھرے ہیں اس کا بھی تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیا۔

جناب چیئرمین! جہاں تک law and order کی صورت حال کا تعلق ہے ابتدائے زمانہ سے لے کر، ابن آدم سے لے کر یہ جنگ جاری ہے، نیکی اور بدی کی یہ جنگ جاری ہے اور جاری رہے گی۔ گزشتہ ادوار میں بھی اور موجودہ دور میں بھی ہر حکومت نے اور ہر صاحب اقتدار نے، کسی نے کم اور کسی نے زیادہ، اپنے طور پر کوشش کی تھی کہ اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ law and order ایک صوبائی مسئلہ ہے، اس resolution پر اس لئے بحث کی اجازت دی کہ اس مسئلہ کو اس لئے ٹالا نہیں جاسکتا کہ جی، یہ ایک صوبائی مسئلہ ہے اس پر یہاں بحث نہیں ہو سکتی۔ یہاں پر بحث کی اجازت دی۔ کیونکہ اس سے پہلو تہی کرنا، اس سیفر وگزاشت کرنا، اپنے ملک کو ان ظالموں اور ان ڈاکوؤں کے حوالے کرنے کے مترادف ہے جو ملک کی امن وامان کی صورت حال کر خراب کرنے کے درپے ہے۔ اس لئے سینٹ جیسے ادارے میں اس پر بحث ہو رہی ہے۔ ممبران نے جن میں طارق چوہدری سمیت، اقبال حیدر صاحب، عباس شاہ صاحب، منظور احمد گچکی صاحب، پروفیسر خورشید صاحب، ڈاکٹر ریحان صاحب، سیّد عبداللہ شاہ شامل ہیں، اس میں دیگر ممبران بھی شامل ہیں اس Motion پر بھرپور طریقے سے بات چیت کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ افیسر: حافظ حسین احمد صاحب،۔۔۔

حافظ حسین احمد: ان کی میری ساتھ لڑائی ہے۔

چوہدری عبدالغفور: جناب چیئرمین! میں ان کا نام miss کر گیا، معذرت خواہ ہوں۔ میں اگر کسی اور ممبر کا نام miss کر جاؤں تو معذرت خواہ ہوں۔ یہ بالکل صحیح بات ہے، حافظ حسین احمد صاحب سمیت، باقی ممبران نے بھی سندھ کی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں بحث کی۔ اس بحث کے دوران جو point سامنے ہیں ان میں حکومت کے کوتاہی کے علاوہ، law enforcing agency کی corruption incompetency بھی زیر بحث آئی۔ آبادی میں بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے ان اداروں کا نکافی ہونا بے روزگاری، زیر بحث آیا۔ میں بالخصوص اور عمومی طور پر اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صورت حال ہمارے لئے کوئی قابل فخر بات نہیں ہے۔ میں یہ کہوں کہ حکومت نے وہ تمام مراحل طے کر کے law and order کی صورت حال کو اس ملک میں control کر لیا ہے، یا جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس پر فخر کیا جا سکتا ہے، لیکن میں صرف یہ عرض کرنے کی جسارت ضرور کروں گا کہ یہ صورت حال کوئی آج کی پیدا کردہ نہیں ہے، موجودہ حکومت کو یہ وراثت میں ملی ہے۔ جس طرح یہ صورت حال ابھری، روایتی جرائم سے لے کر تخریب کاری، امن و عامہ کو تباہ کرنے کے لئے، جس طرح بیرونی عناصر اور ان کا آلہ کار بن کر کام کرنے والے ہمارے اپنے ملک کے عوام نے کام کیا، پھر جس طرح سے تنظیمیں بنی، تخریب کاری نے اس ملک میں رواج پایا، اس سے نپٹنے کے لئے یقیناً گزشتہ حکومت نے بھی یقیناً کوئی کام کیا ہو گا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہم نے بھی جو اس سلسلے میں کام کیا ہے اس کے نتیجے میں سندھ کی جو آج صورت حال ہے، اس پر کوئی فخر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ آپ کے نوٹس میں یہ ساری باتیں ہیں جن کی وجہ سے یہ صورت حال سامنے آئی۔ تاہم موجودہ حکومت کے عنان اقتدار سنبھالنے سے پہلے، کوئی لمحہ، کوئی دن، کوئی گھنٹہ ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جس میں سندھ میں کسی نہ کسی جگہ curfew نافذ نہیں ہوتا تھا۔ سر شام سارے شہر سنسان ہو جاتے تھے دن کے وقت بھی باہر دشوار تھا، لوگوں نے، سرمایہ کار لوگوں نے industrialists نے workers نے، اپنے فیکٹریوں

تک جانا مشکل پایااور وہاں جانے سے قاصر تھے۔ اسی طرح دن دیہاڑے قتل عام ہو رہا تھا، پکہ قلعہ جیسے واقعات ہو رہے تھے۔ جس طریقے سے لوگوں کی عزتیں لوٹی جاتی تھیں۔ جس طرح لوگوں کو اغواء کیا جاتا تھا۔ زندگی کے کسی شعبہ کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا، شہروں سے لے کر دیہاتی زندگی تک، جس کے لوگ روزگار کے حصول کے لئے یا زندگی کے باقی معاملات کے لئے اپنی آزاد مرضی سے گھوم پھر سکتے تھے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس صورت حال سے نکل آئے ہیں۔ بے شک اب بھی جرائم ہو رہے ہیں لیکن یہ جرائم جو ہیں یہ صرف سندھ یا پاکستان کی حد تک محدود نہیں ہیں آج پوری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے اور آج کے جرائم میں اور گزشتہ ادوار کے جرائم میں بہت فرق ہے۔ ہمارے عدالتیں، ہمارے، اس طرح سے well equipped نہیں ہیں، جس سے موجودہ تخریبی عناصر اور امن و عامہ کو تباہ کرنے والے عناصر ہیں۔ جس طرح سے بیرونی عناصر، سازشوں کے ذریعہ، shocking to the public moralities جیسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ ملک کے اندر امن عامہ کے صورت حال کو تباہ کر کے، گورنمنٹ unstable۔۔۔ کر دیں اور اس طریقے سے اپنے مقاصد حاصل کئے جائیں۔ گو کہ یہ واقعات صرف پاکستان تک محدود نہیں ہیں۔ ہمارے ادوار جس صورت حال سے نپٹنے کے لئے equipped تھے، اس میں روایتی قسم کے جرائم تھے، جن کی تفتیش ہوتی تھی، دلائل ہوتے تھے، عدالتوں ان کا فیصلہ کرتی تھیں، لیکن آج جس speed کے ساتھ، جس انداز کے ساتھ غیر روایتی انداز میں، جدید ہتھیاروں کے ساتھ یہ تخریب کار عناصر یہ کھیل کھلم کھلا کھیل رہے ہیں اس سے کوئی آدمی بے بہرہ نہیں ہے لیکن یہ میں ضرور کہوں گا کہ یہ ساری چیزیں یا contributory factors جو اس میں موجود ہیں، اس کو صرف نظر نہیں کیا جا سکتا، نہ ہی اس سے چشم پوشی کی جا سکتی ہے لیکن یہ میں عرض کر دوں کہ اپنے طور پر موجودہ حکومت بہت کچھ کر رہی ہیں۔ جب موجودہ حکومت نے نیا اقتدار سنبھالا تو پرائم منسٹر جیسے highest executive of the country نے بھی اس مسئلہ کو صرف نظر

نہیں کیا بلکہ فوری طور پر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اپنے خدمات پیش کیں کیونکہ ہم اس مسئلہ سے چشم پوشی محض اس لئے نہیں کر سکتے کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ جب لوگ ظلم کا شکار ہوتے ہیں، عوام سے زیادتیاں ہوتی ہیں، جس طرح سے کہا جاتا ہے کہ بچوں کو ذبح کیا گیا ہے، جس طرح سے لوگوں کے گھر لٹے جاتے ہیں، تاوان کے لئے لوگوں کو اغوا کیا جاتا ہے، تو لوگ عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں۔ جب یہ ساری باتیں ہوتی ہیں تو کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ سندھ کا مسئلہ ہے، کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ یہ پنجاب کا مسئلہ ہے، کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ سرحد کا مسئلہ ہے، اس پر سب لوگوں کی نظریں، حکومت اور فیڈرل حکومت کی طرف اٹھتی ہیں۔ خاص طور پر آئی جے آئی کی حکومت، جس mandate کے تحت برسر اقتدار آئی، جس اکثریت کے ساتھ اس ملک میں حکومت آئی، تو اس نے اس چیز کا احساس کیا، وزیراعظم صاحب نے خود اس بات کا اندازہ لگایا تو ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو بجائے ٹالنے کے، قبول کرنا چاہئے۔ پروفیسر خورشید صاحب اور دیگر چند سینیٹرز جو ہیں وہ خود اس بات کے گواہ ہیں، وزیراعظم نے تمام کام چھوڑ کر اس طرف توجہ دی تاکہ اس مسئلہ کا جو causes ہیں ان کو سامنے رکھ کر حل کیا جائے۔

یہ جو بارہویں ترمیم کا رونا ہے کہ یہ اتنی جلدی کیوں پاس ہو گئی، اسے اتنی جلدی پاس نہیں ہونا چاہئے تھا، یہ human rights کے خلاف ہے، یہ شخصی آزادیوں کے خلاف ہے، اس کے لئے کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت نے اپنے ذمہ ایک ذمہ داری لے لی کہ ہم اس مسئلہ سے پہلو تہی نہیں کر سکتے، ہم اس کو face کریں گے۔ ایک مقررہ مدت کے لئے، تین سال کے لئے ایک special mandate لیا تاکہ ہم لا اینڈ آرڈر کی جو گرتی ہوئی صورت حال ہے اس کا مقابلہ کر سکیں اور اپنے آپ کو اس کے لئے equipped کر سکیں چنانچہ بارہویں ترمیم کے ذریعہ صوبائی حکومتوں کی مدد کے لئے، خراب صورت حال کا قلع قمع کرنے کے لئے عدالتیں وجود میں آئیں۔ اگر حکومت کے کوئی سیاسی عزائم ہوئے، اگر حکومت اس سے کوئی اپنے ذاتی مفاد حاصل کرنا چاہتی، اگر

نواز شریف صاحب، اس کے ذریعہ سے سیاسی جماعتوں سے کوئی انتقام لینے کی بات کرتے، تو پھر تو اسی طرح ہوتا جس طرح کہ گزشتہ ادوار میں ہوا، جس طرح کہ اداروں کو تہہ و بالا کیا گیا، اور اپنے من مانے لوگوں کو placement bureau کے ذریعہ س بھرتی کی گئی اور یہ merit کے بغیر کی گئی، اس میں نااہل لوگوں کو بھرتی کیا گیا۔

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman. Point of Order. I think the honourable Minister is not on the issue because there is no question of placement bureau, therefore, he should speak on law and order. He is not relevant.

Mr. Presiding Officer: Let the Minister to speak. You have had your chance Abdullah Shah Sahib.

Ch. Abdul Ghafoor: If I am not able to satisfy you on this point that I am relevant and how the placement bureau is concerned and relevant in this question then I will withdraw my words and let me place the facts before this honourable House. Sir, the question is that if we are going to handover the fate of this country to those persons and if they persons are employed not on merit but on political reason then this would happen. Sir, this is the result of that political appointment, this is the result of that incompetent people. That Sir, the question is that if we are going to میں یہ کہنا چاہتا ہوں handover the fate of this country to those persons who were not appointed on merit. If the persons are employed not on merit but on political reasons then this would happen. Sir, this is the result of that political appointments. This is the result of that political appointments. This is the result of that incompetent people handed over the fate of this country once they are appointed. They are not controlling the situation. If the PIA, if the Railways are filled with incompetent people, this will happen which is going to happen and which is happening today in Railways, in PIAs. This is the result of those appointments, I must stress on this point, Sir. کہ ایک

موجودہ حکومت نے ان خواہشات پر مکمل کنٹرول کر کے ہمارا ابھی دل کرتا ہے اور ہمارے لوگوں نے پارٹی میٹنگ میں اس طرح کا رویہ اختیار کیا آپ نے دیکھا ہے۔ جس طرح

ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں پیپلز پارٹی نے اپنے لوگ پارٹی کے ورکرز اکھٹے کر لئے ہمیں بھی اجازت دی جائے کہ ان کی جگہ ہم اپنے ورکرز بھرتی کریں۔ اپنے حلقوں میں جب جائیں تو لوگو ہمارا گریبان پکڑتے ہیں کہ یہ ملک کی اکانومی آپ کو ہی عزیز ہے جب ملک کی اکانومی، پوری شپنگ کارپوریشن، سٹیل مل اور باقی اداروں میں جب ہزاروں کی تعداد میں بغیر ضرورت کے یہ لوگ بھرتی کر لئے گئے تو کیا اس ملک کی اکانومی آپ کو زیادہ عزیز ہے اور پیپلزپارٹی کو یہ زیادہ عزیز نہیں تھی؟ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوگ یہ سوال ہم سے پوچھتے ہیں لیکن ہمارے سیاسی ورکرا بھی تک بغیر روزگار کے ہیں لیکن ہمیں ملک کی اکانومی کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں یہ ساری قربانیاں دینی پڑیں گی۔ اور آج اگر میاں نواز شریف کی حکومت نے یہ تمامتر سالات اور شدید دباؤ کے باوجود یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے تمام اختیارات اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر .F.P.S.C اور پراونشل فیصلہ سروس کمیشن کے حوالے کریں گے ہم گیارہ سے اوپر کے اوپر تمام صوابدیدی کوٹہ جو غیر ہوتے ہیں جو نمبر ہوتے ہیں جو انٹرویو اتھارتی کے پاس ہوتے ہیں ان سب کو کاٹ کر ماسوائے فزیکل فٹنس اس عہدے کے مطابق جو ضروری باتیں ہیں اس کے علاوہ کوئی صوابدید مارکس جو ہیں ان کو نہیں رہنے دیں گے اور گیارہ سے اوپر تمام بھرتی میرٹ پر ہو گی۔ اگر ہم پولیس افسران کو اپنی مرضی کے مطابق اور غیر معیاری لوگوں کو اپنے سیاسی ورکرز کو اور جو جیلوں سے چھوٹے ہوئے لوگ ہیں اور یہ بات میں خود کرنے والا تھا سندھ میں آج یہ صورتحال کیوں ہوئی؟ اس لئے کہ لوگوں کو جیلوں سے رہا کر کے ان انڈیا کے تربیت یافتہ لوگوں کو، ان تخریب کاروں کو جنہوں نے انڈیا میں جا کر ٹریننگ لی، ان کو سندھ پولیس میں بھرتی کیا گیا اور میرے پاس یہ ریکارڈ ہے آپ سوال کریں میں اس کو چیلنج کرتا ہوں۔ I can prove it with record Mr. Chairman. I have got the record with me. کہ اتنے لوگ جو وہاں نکالے گئے ان کا ریکارڈ موجودہ سندھ حکومت نے نکالا ان کا ریکارڈ ہے انہوں نے پولیس میں بھرتی کیا وہ India کے تربیت یافتہ لوگ ہیں اور یہ بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ کراچی جیسے شہر میں کیوں ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔۔

Mr. Presiding Officer: But then the present government did not do anything about it if you got any evidence against them.

چوہدری عبدالغفور: اسی لئے میں یہ کہہ رہا ہوں اور اسی ریکارڈ کی بنا پر ان کو نوکری سے نکالا گیا۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ افسیر: already نکال دیا ہوا ہے؟

چوہدری عبدالغفور: جی ہاں، جی ہاں، اسی لئے میں کہہ رہا ہوں ہم نے ان کو نکالا ہے جیسے جیسے ہمیں ریکارڈ ملا ہم نے ان کی چھان بین کر کے وہ ریکارڈ باقاعدہ Cabinet میں پیش ہوا۔ جام صادق صاحب اس میں تشریف لائے اور ان کے .I.G آئے انہوں نے باقاعدہ ریکارڈ لا کر پیش کیا یہ لوگو جو اکیس سو بائیس سو یا کتنے سو تھے، ریکارڈ لا کر دکھایا گیا یہ وہ لوگ تھے جو باقاعدہ تخریب کار تھے اور ان کو باقاعدہ پولیس میں ملازمت دی گئی ہمیں یہ تک پتہ تھا جب ہم اپوزیشن میں بیٹھے تھے کہ سندھ میں وارداتیں ہوتی تھیں یا جا کر فائرنگ کرتے تھے وہ پولیس اور انتظامیہ کی گاڑیوں میں بیٹھ کر کرتے تھے جب صورت حال یہ پیدا کر دی جائے۔ اب مجھے کہا گیا کہ مارشل لاء کے دور کے سزا یافتہ لوگوں کو چھوڑ گیا۔ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ ڈکیت، زناکار اور جنہوں نے معصوم لوگوں کو قتل کیا اور ان کی بہوائیں اور ان کے یتیم بچے باہر پھرتے رہے کہ یہ کیسی گورنمنٹ ہے کہ جنہوں نے ڈکیتوں کو قاتلوں کو زناء کاروں کو جیلوں سے رہا کر کے اپنی پارٹی ورکر کے طور پر عام کیا اور ان کو کلاشنکوفیں دیں ان کو اسلحہ دیا گیا۔ اور یہ آج اسلحے کی بات کی جا رہی ہے کہ سب کو اسلحہ، آج پتہ ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ مجھے اس کا پتہ ہے کہ جس کو ہم کہتے ہیں کہ کلاشنکوف کے لائسنس ہمیں دے دیں جی، اور ہم اس سے کوئی جرم نہیں کریں گے ہوا یہ ہے جناب والا! کہ ان کے کلاشنکوفوں کے لائسنس جاری کئے گئے جس کے پاس ایک کلاشنکوف کا لائسنس ہے اس کی آڑ میں اس نے پندرہ کلاشنکوفیں اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں۔ اور اس

نے ایک پوری فوج بھر رکھی ہے جب بھی اس سے پوچھو تو کہتا ہے کہ ہمارے پاس لائسنس ہے تاکہ کوئی انتظامیہ اس کو چیک نہ کر سکے جب صورت حال یہ ہو جائے اور کہا یہ جائے کہ جناب عالی اس کو کھلم کھلا لائسنس دیا جائے کم از کم موجودہ حکومت نے اپنی خواہشات پر پابندی لگا کر merit کی پالیسی رائج کر کے کوشش یہ کی ہے چاہے وہ انتظامیہ کا کوئی ادارہ ہو سوائے میرٹ کے کسی آدمی کا داخلہ کسی محکمے میں نہیں ہو سکتا۔ یہ ابتداء ہے اس معاشرے کو اس طریقے سے صحیح انداز میں۔۔۔۔

حافظ حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر جناب! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر قانون صاحب نے فرمایا کہ ہم خالصتاً میرٹ اور پبلک سروس کمیشن کے توسط سے ملازمتیں دیں گے تو کل کے اخبارات میں بھی چھپا ہے کہ اسد جونیجو صاحب جو مشیر ہیں انہوں نے کہا کہ ہم نے ملازمتوں کے لئے پی ایم سیکرٹریٹ میں ایک کمیٹی بنائی ہے اس میں عوامی نمائندے شامل ہوں گے اور ان کا فیصلہ حتمی ہو گا ہم نہیں سمجھتے کہ ان کا یہ بیان صحیح ہے یا وزیر موصوف کا بیان صحیح ہے اور اگر اسد جونیجو کا صحیح ہے تو عوامی نمائندوں سے مراد صرف آئی جے آئی کے نمائندے ہیں یا دوسری جماعتوں سے بھی متعلق ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے ان کا جو بیان تھا وہ that was to oversee the recruitment of government officers

چوہدری عبدالغفور: یہ میں اس کو درست کرنا چاہتا ہوں میرا خیال ہے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے یہ بات نہ صرف فیڈرل گورنمنٹ کی سطح تک بلکہ وزیراعظم نے تمام چیف منسٹرز صاحبان کو اس بات کا پابند کیا کہ آپ بھی اس کے پابند ہیں کہ گیارہ سے اوپر تمام ملازمتیں جو ہیں وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی کی جائیں۔

جہاں تک نچلی سطح کی ملازمتوں کا تعلق ہے وہ محکمے اپنے طور پر نگران کے لئے بھی یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہی پالیسی کہ میرٹ کے اوپر اور باقاعدہ ایک طے شدہ طریقہ کے مطابق اور وہ جو آپ نے اسد صاحب کا بیان پڑھا وہ یہ کہ پالیسی وضع کرنے کے لئے

بھی اور اس کی نگرانی کرنے کے لئے بھی کہ کسی جگہ یا کسی محکمہ میں اس کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے ورنہ اس کمیٹی کو یہ کوئی اختیار نہیں کہ کسی ملازمت میں خود بھرتی کرلے بلکہ یہاں تک جناب والا! کیا کیا کہ آئندہ کوئی relaxation کسی سطح تک کوئی ادارہ کوئی ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ، کوئی وزیراعظم، کوئی کسی کو، کسی نااہل یا غیر معیاری کو، ملازمت نہیں دی جائے گی میرا خیال ہے کوشش یہ ہو رہی ہے اور یہ اچھی ابتداء ہے اس کی تعریف ہونی چاہیے۔ اب جناب! جب ہم نے یہ طے کیا کہ ملک کا نظام تعلیم درست کیا جائے اور اس کی ملازمتوں اور اس کے ڈھانچے کو درست کیا جائے اور اس کی نہ صرف ریکروٹمنٹ کو درست کیا جائے بلکہ اس کی تربیت کو بہتر کیا جائے اور اس میں اچھے پڑھے لکھے لوگوں کو اس میں میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا جائے۔ یہی وہ ابتداء تھی جو گزشتہ، سابقہ کئے گئے تمام اقدامات کی نفی کر کے ایک اچھے سسٹم کو چلانے کے لئے کئے جا رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی ایک ارادے کے تحت حکومت نے بارہویں ترمیم کے تحت اختیارات لئے تاکہ اگر میں، عرض یہ کر رہا تھا کہ اگر سیاسی وجود کی بناء پر اور ہم سیاسی انتقامی کارروائی کے لئے کرتے تو اپنے منظور نظر جس طرح لکھا یہ جاتا ہے۔ the qualification of a Judge;

any Judge of the Supreme Court, High Court or qualified to be appointed as a Judge of the High Court. یعنی اپنی پسند کا کوئی دس سال کی پریکٹس کا وکیل اپنی پارٹی کا ٹھاکر so that he is qualified to fill that post and he fulfils the required qualification اس کو دے کر کہا جائے کہ جناب عالی ہم نے انصاف کے تقاضے پورے کر دیئے۔

اس کے برعکس دیکھیں جناب عالی! ہم نے کوئی آدمی! ٹھیک ہے میں نہیں کہتا کہ situation سو فیصد درست ہو گئی ہے لیکن یہ کسی نے نہیں کہا کہ جو لوگ appoint کئے

گئے ہیں ان کو کسی سیاسی بنیادوں پر اپنی پارٹی کے ورکروں پر، لیکن سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے Judges پر اور ہائی وسپریم کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان کے مشورے سے، ان کے حکم کے مطابق appoint کیا گیا تا کہ یہ الزام کم از کم حکومت پر نہ آئے کہ اپنی صوابدیدی اختیارات کے تحت اور اپنے لوگوں کو لا کر انتقامی کارروائی کے لئے لائے۔ آج میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ جو آدمی اس ملک میں گرفتار ہے کوئی سیاسی وجوہ کے تحت کسی آدمی کو گرفتار نہیں کیا گیا لیکن یہ میں ضرور کہوں گا کہ اگر سندھ میں کسی تخریب کار یا جرائم پیشہ لوگ اگر کسی وجہ سے، میں یہ نہیں کہتا کہ جان بوجھ کر ان کو اگر اپنی پارٹی میں بھرتی کیا ہو لیکن اگر وہ کسی سیاسی پارٹی کے ممبر پائے گئے پیپلز پارٹی مین، لیکن اگر جرائم پیشہ افراد کی تعداد زیادہ ہو تو پھر کیسے ان پر ہاتھ نہ ڈالا جائے پھر ان کو۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Chaudhry Sahib, I don't know whether I am right in this or not. Sitting on the Chair, whether can I ask you a question ? But I also have a right to ask you this question from the floor of the House. Unfortunately I am not there today. According to your criterion about referring a case to a special court and referring a case to an ordinary court, who decides this ?

Ch. Abdul Ghafoor: Well this question has been challenged time and again in the superior courts, whether this discretion has been, sir, we have bound ourselves under the strict surveillance of law and that law itself contains all the ingredients if that fulfils the requirement of law, only then and then that case is sent to the Special Court.

اب تک ہم نے کوشش کی ہے کہ کوئی ایک کیس صرف اس بناء پر کہ وہ کوئی qualification fulfil نہیں کرتا۔ کوئی ایسا کیس کوئی ایسی نظیر نہیں۔ یا تو بتائیں کہ اس کو آپ نے صرف اپنی political reasons کے لئے یا کسی کی اپنی ذاتی خواہشات کو مدنظر رکھ کر کیا ہو آج تک کسی نے بھی کوئی ایک کیس بھی point out نہیں کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مطلب یہ ہے کہ all similar cases have been sent to the Special Courts.

چوہدری عبدالغفور: جی ہاں۔ جناب میں عرض کروں all gruesome murders اور جو امن عامہ اور اس قسم کی تخریب کاری کے shocking to the public morality. واقعات ہیں۔ جہاں کہیں بھی بجائے پریس، کسی کی رپورٹ، کسی ایم این اے کی رپورٹ، کسی سینیٹر کی رپورٹ سے، جس جگہ بھی ہمارے نوٹس میں آیا۔ none has escaped the concerned people اور اسے لازمی طور پر بھیجیں۔ یا کوئی ہمیں بتا دے۔ کوئی ایک کیس کی نشاندھی کر دے کہ یہ اس میں fulfil کرتا ہے یعنی heinous crime آپ نے اسے اس لئے نہیں بھیجا کہ یہ کسی خاص پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اسے چیلنج کرتا ہوں۔ کسی وزارت میں کسی کے نوٹس میں ہے وہ ہمارے نوٹس میں لائے ہم اسے حل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے جب نیت ہو جب political will ہو اور جب determination ہو۔ ایک صحیح انصاف کے لئے کوئی بات کرنی ہے تو پھر جب judges کی appointment کی حد تک ہم اسے approach نہیں کر سکتے۔ above board ہے وہ ساری بات تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی اس نیت پر شک نہیں کرنا چاہئے۔ یہ بات اور ہے کہ مطلوبہ نتائج کتنے فیصد حاصل ہوئے ہیں۔ یا سو فیصد مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوئے۔ اس پر ممکن ہے حکومت پورا نہ اترے لیکن سندھ میں یا judges کو قتل کیا جائے یا ان کو threat کیا جائے dispensation of justice اگر آپ کسی خاص اثر رکھنے والے آدمی کے خلاف کوئی فیصلہ کریں تو پھر اس میں کیا کیا جائے۔ جب لوگوں کے بچوں کو اغواء کرنے کے لئے انہیں قتل کرنے کے لئے ان پر پریشر ڈالنے کے لئے تخریب کار عاصر کام کریں تو ٹھیک ہے پھر اس کی رفتار بھی slow ہوتی ہے۔ اور وہ dispensation of justice کی۔ وہ مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر پاتا۔

Mr. Presiding Officer: But this is total phenomenon.

Ch. Abdul Ghafoor: Yes, sir, total phenomenon.

جی ہاں۔ تو میں یہ عرض کرنے والا ہوں کہ چاہیئے وہ anti\terrorists courts ہوں۔ لیکن اس سپیشل کورٹ میں بھی جناب والا، میں اسے فارن پریس میں بھی، کل میں، ہمارے ملک کی بہت بڑی بار ہے، چار ہزار ممبران کی، میں اسے ایڈریس کر رہا تھا۔ ڈسٹرکٹ بار لاہور کی۔ اس میں ہائی کورٹ کے بھی سارے لوگ تھے۔ اس میں بھی لوگوں نے یہ سوال کیا۔ لیکن میں نے یہ بتایا کہ سپیشل کورٹس کیوں بنائیں؟ بنائیں اس لئے کہ روائتی جرائم چھوڑ کر جو extra Constitutional اور extraordinary قسم کے جو جرائم ہو رہے ہیں۔ یہ سنسنی خیز قسم کے جو جرائم ہو رہے ہیں۔

(مداخلت)

<u>چوہدری عبدالغفور:</u> میں عرض کروں extraordinary جو روائتی جرائم سے ہٹ کر جرائم ہیں، ان کی رفتار کم کرنے کے لئے اور فوری انصاف مہیا کرنے کے لئے جو عدالتیں بنائی گئی ہیں۔ ان کا مقصد۔ قانون بھی وہی، Evidence Act بھی وہی ہر چیز وہی۔ قانون وہی۔ صرف اس لئے کہ ساٹھ ستر دن میں اس کا فیصلہ کر دیا جائے۔ پورے مواقع ڈیفنس کے مہیا کئے جاتے ہیں کہ اپنی پسند کا وکیل کریں، جرح کریں۔ اپیل میں جائیں۔ سپریم کورٹ کے جج اور ہائی کورٹ کے judges پر مشتمل سپریم اپیلٹ بینچ اس کا فیصلہ کرے اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ وہاں جا کر جو required evidence درکار تھی وہ نہیں آئی وہاں سپریم کورٹ کے اس بینچ نے اسے چھوڑا بھی۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ انصاف کا ہر تقاضا پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن انسانی کمزوریاں ہر جگہ موجود ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ اپنے طور پر کوشش کر رہی ہے جناب والا! کہ جو اس بحث کے مقاصد تھے وہ یہی تھے کہ حکومت کو اپنی تجاویز بھی دی جائیں، criticise بھی کیا جائے اور بہتر سے بہتر کرنے کے ئے ہم کچھ کر سکیں۔ اس لئے میں ان تمام تجاویز، جن کی نشاندھی

ہوئی ہے۔ individual cases کی۔اس بارے میں میں تسلیم کرتا ہوں کہ بہت سا ابھی کا کرنا باقی ہے۔ لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اسلحہ پر پابندی لگانے پر ہمارے کچھ بھائیوں نے اعتراض کیا ہے۔ ٹھیک ہے اسے Misuse کیا جا سکتا ہے اس لئے حکومت ہر اس مثبت قدم کو منظور کرے گی جس کے لئے انتظامیہ یا عدلیہ یا کسی طور پر misuse کر سکے۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ تمام contributory اپنے معاشرے میں موجود ہیں انحطاط تذیر ہیں۔ ہر شہری، ایف آئی آر کی ابتداء سے لے کر، اس کی رپورٹنگ سے لے کر۔ ایک جب جھوٹ کا پلندا بنا کر عدالت کے سامنے لے جایا جائے گا اس کے جو نتائج نکلیں گے وہ پورے معاشرے میں سامنے نظر آ رہے ہیں۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ سیاسی مداخلت واقعی بہت بڑھ گئی تھی۔ اور اس کو کم کرنے کے لئے جتنی ہم ان ایوانوں کے ذریعے اور پارلیمنٹ کے ذریعے کوشش کریں کہ سیاسی مداخلت کے بغیر ایک نظام کو چلنے دیا جائے میرٹ کی بنیادوں پر اگر ہم سب کام کریں اور عدالتوں کو اپنا کام کرنے دیں، ہم صرف اپنا کام کریں۔ ہر ادارہ زیادہ سے زیادہ اختیارات سنبھالنے کے لئے کوشاں نہ رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر انتظامیہ کو پولیس کی سیاست کی بجائے اپنا کام کرنے دیا جائے۔ یہ باتیں تسلیم شدہ ہیں۔ اور کوشش یہ ہو رہی ہے کہ اس کے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لئے یہ تمام بیرونی عناصر، اندرونی عناصر۔ یہ ساری باتیں اس میں تفصیل سے ہو چکیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے اب بھی انشاءاللہ کوشش کر رہی ہے اور ہو شکل میں اپنی ذمہ داری پورا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ! اس کے لئے حکومت کا مددگار ثابت ہو۔ ہم بھی دعا کرتے ہیں آپ بھی کوشش کریں۔ ہم اس کے لئے انشاءاللہ پوری کوشش کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Gentlemen, the House is adjourned to the 18th of February, 1992, at 4.00 p.m.

[The House then adjourned to meet again at four O'clock in the evening on Tuesday, the 18th February, 1992.]

PCPPI—538 (96) Senate—8-3-2000—150.